بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
لقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۹ | ۵ ہجرت ۱۳۳۹ ہش | ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ | ۵ مئی ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۴ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

حضرت اقدس کو دردوں کی تکلیف ہے اور حضور بے چینی محسوس فرماتے ہیں۔
دعا کی جائے!

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے اور درد دل الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ اپنے خاص فضل سے حضور کو شفا ئے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور پوری صحت وعافیت کے ساتھ کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال جنوبی ہند کے سفر پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ وناصر ہو۔ اور بسلامت واپس دارالامان لائے آمین۔

خدا تعالیٰ کی قہری تجلی

مراکش و ایران کے حالیہ دو قیامت خیز زلزلے

اے مسلم قوم! خواب غفلت سے بیدار ہو!!

فرصتے باید کہ جانِ خفتہ برخیزد زخاک ✦ نالہ کے بے زخمہ از تار رباب آید برون

از مکرم مولوی محمد شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

مراکش و ایران کے دو حالیہ زلزلے ابھی دو اور آٹھ سو لے دن نہیں گذرے تھے کہ ایک مسلم ملک مراکش کا ایک خوبصورت اور عیش و عشرت کا مرکز اغادیر خطرناک زلزلہ کے نتیجہ میں پیوست خاک ہو گیا۔ اور قریباً دس ہزار نفوس لقمۂ اجل بن گئے۔ ابھی مسلم قوم اس لرزہ خیز ابتدا کی اس ناگہانی تباہی پر آنسو بہا رہی تھی کہ اب خبر آئی ہے کہ ایک دوسرے مسلم ملک ایران میں ایک خوفناک زلزلہ آیا ہے جس میں مالی نقصان کے علاوہ قریباً تین ہزار نفوس ہلاک ہو گئے ہیں۔ مجروحین کی تعداد تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور یہ زلزلہ بھی ایسے وقت میں آیا جبکہ ملک میں ایک جشن شادمانی منایا جا رہا تھا۔ زلزلہ کے نتیجہ میں وہ جشن مرگ میں تبدیل ہو گیا۔ کیا کبھی مسلم قوم نے بھی اس امر پر غور وفکر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی اب مسلم ممالک پر کیوں نازل ہونا شروع ہوئی ہے اور یہ خدائی انتباہ کس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے؟

عالمگیر مصائب گذشتہ تھوڑے سے عرصہ میں جو آفتیں اور مصائب ظاہر ہوئے ہیں۔ اور جن تباہ کاریوں سے دنیا کو دوچار ہونا پڑا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے قہری نشانات ہر ملک اور قوم پر اس کے عذاب اور مخلوق کے ساتھ اس کی ناراضگی کا پتہ دے رہے ہیں۔ آج دنیا میں زلزلوں کا جال سا بچھا ہوا نظر آتا ہے۔ اور تاریخ عالم ایسے عالمگیر عذاب کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور انسانی کوشش اور علم ان کی روک تھام سے عاجز ہے۔ زلزلوں سے ایک بڑا حصہ ملک و زمین کا تہ و بالا ہو جاتا ہے۔ بیماریاں اور وبائیں پھیلتی ہیں۔ اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ اب آنے والی ہر تباہی اور عذاب پہلے کی نسبت زیادہ شدت سے اور عالمگیر رنگ میں آتا ہے۔ خواہ وہ زلزلہ ہو یا طوفان یا جنگ ہو یا سیلاب۔ لوگ ان تباہیوں اور مصیبتوں کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مگر غور نہیں کرتے کہ یہ خدائی عذاب متواتر کیوں آ رہے ہیں اور ان سے نجات کی کیا صورت ہے۔ کیا خدائے رحیم وکریم ہم پر اپنا غضب نازل کر کے خوش ہوتا ہے؟

فلسفۂ عذاب زلازل صحت دنیوی دولت واقتدار اور بے فکری وفارغ البالی انسان کو غافل اور کوتاہ اندیش بنا دیتی ہے اور دنیوی امور میں ایسا منہمک ہو جاتا ہے کہ روح کی بیتابیوں کو محسوس نہیں کرتا۔ تب اس کو دفعۃً ٹھوکر لگتی ہے۔ تو نشۂ اترنا شروع ہوتا ہے۔ اور ایک بے چینی تڑپ ایک نئی اور لازوال خوشی کی تلاش میں نظر آتی ہے۔ تب خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اسے منزل مقصود کا راستہ ملتا ہے۔

یہی حال قوموں کا ہوتا ہے۔ وہ طاقت کے نشہ میں سرشار۔ مادی اسباب کو ہی خدا سمجھنے والی یا اُن پر کلی انحصار رکھنے والی ہوتی ہیں۔ روحانی علوم کو توہمات قرار دے کر اُن کے حصول کو ضیاعِ وقت قرار دیتی ہیں۔ جب اُن پر خدائی مصائب آتے ہیں تو پھر اُن کی سائنس اور ظاہری علوم بیکار ہو جاتے ہیں۔ زمین پھٹتی ہے آسمان سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ سلطنتیں بدلتی اور ملک تباہ ہوتے ہیں تب ان آرام طلب اور غافل قوموں کی روح بیدار ہوتی ہے اور ایک بے چینی تڑپ ان میں پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ روحانی بیداری اور روحانی ترقی کے لئے درد کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ جس طرح جسمانی پیدائش سے پہلے دردِ زہ کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح روحانی پیدائش کے لئے یہ تکلیف و عذاب آتے ہیں۔ یہ بد رشد طوفان اور زلزلہ کے بغیر ناممکن ہے۔ سچ ہے ؎

فرصتے باید کہ جانِ خفتہ برخیزد زخاک
نالہ کے بے زخمہ از تار رباب آید برون

عذاب کی غرض رجوع الی اللہ پس جب لوگ بیرون اور گناہوں میں مست ہو کر خدا سے دور چلے جاتے ہیں۔ بداعمالیاں اور بدکرداریاں خدا کے غضب کو بھڑکا دیتی ہیں۔ تب خدا تعالیٰ عذاب نازل کرتا ہے۔ تا یہ لوگ گناہ و معصیت کو چھوڑ کر اپنے نفوس کی اصلاح کریں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ غرضیکہ عذاب انفرادی اور اجتماعی زندگی دونوں میں ایک زلزلہ اور انقلاب بپا کرتا ہے اور اس طرح خوابیدہ روحوں کو بیدار کر کے روحانی حقائق کو قبول کرنے کے لئے تیار کرتا ہے۔ عذاب کے ظاہری تلخ ذائقہ میں ایک شیرینی کا راز پوشیدہ ہے۔ اور اس تلخی کے نیچے ایک شیرینی ہے جس سے سعید روحیں ہی لطف اندوز ہو سکتی ہیں۔

عام حوادث اور عذاب الٰہی میں امتیاز یہاں طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ زلزلہ یا طوفان وغیرہ تو محض مادی اسباب کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس میں انسانی اعمال یا خدا کی ناراضگی کا کیا دخل ہے؟ عام حوادث اور عذاب میں کیا مابہ الامتیاز ہے؟

حقیقۃً بادیٔ النظر میں یہ سوال بڑا معقول ہے مگر اس کا جواب تو یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ زلزلہ طوفان وغیرہ میں مادی اور طبعی اسباب کا بھی دخل ہے۔ مگر کیا وجہ ہے کہ کسی زمانہ میں غیر متوقع طور پر ان کا نزول یا طغیانی کی کثرت یا غیر معمولی شدت ہوتی ہے جبکہ اُس زمانہ میں دوسری طرف اخلاقی اور روحانی حالت بھی خطرناک طور پر بگڑی ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ اس فتنہ و بگاڑ اور عذاب الٰہی کی شدت میں ایک گہرا تعلق ہے اور وہ یہی ہے کہ ان مادی و طبعی اسباب کے پیچھے ایک اور روحانی طاقت ہے۔ جسے وہی لوگ جان سکتے ہیں جن کا اس سے کچھ تعلق ہے۔ اور مصلحین و مامورین خدا کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ جو اس عالم کا خالق و مالک ہے۔ وہ انسانوں کے بعض اعمال سے ناراض ہوتا ہے اور اُن کے اعمال کی غلطی کے نتیجہ میں چند مادی اسباب ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور اس کے غضب کی یہ تجلی بصورت عذاب ظاہر ہوتی ہے اور وہ خدا جو علت العلل ہے اُس کا تعلق اس عالم سے وہی ہے۔ جو تعلق انسانی روح کا جسم سے ہے۔ روح کی جنبش کا جسم پر ظاہر ہونا ضروری ہے۔

سوال کے دوسرے حصے کہ عام حوادث اور عذاب میں ما به الامتیاز کیا ہے یہ جب ہم غور وفکر کرتے ہیں۔ تو دو باتیں نظر آتی ہیں اول۔ جب کہ حادثہ کے ظہور سے پہلے کسی خدا تعالیٰ کا کوئی فرستادہ قبل از وقت خبر دے کر خبردار کرتا ہے۔

دوسرے اُس حادثہ کا ظہور معمول سے کسی قدر مختلف ہوتا ہے۔ کبھی شدت کے لحاظ سے۔ کبھی وسعت کے لحاظ سے تو اب ایسا حادثہ عذاب الٰہی قرار پاتا ہے۔

(باقی صفحہ نمبر ۹)

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۰ء

اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ

امریکہ کے کثیر الاشاعت ہفتہ وار اخبار ٹائم میں عیسائیت کی عالمگیر تبلیغی جدوجہد کے حیرت انگیز اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں. بتلایا گیا ہے کہ اس وقت دنیا بھر میں ۸۹۶۰۷ مسیحی مشنری عیسائیت کی تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ان میں ۳۸۶۰۷ پروٹسٹنٹ ہیں۔ اور ۵۱ ہزار رومن کیتھولک ۱۹۲۵ء کے مقابلہ میں ان کی تعداد تقریباً ۳۸ ہزار زیادہ ہو گئی ہے۔ عیسائیت کے یہ تبلیغی مراکز دنیا کے تمام ممالک میں قائم ہیں جبکہ صرف افریقہ میں ان کی تعداد ۲۷۳۴۳ ہے۔

یہ اس نبی کی اُمت کی تبلیغی مساعی کا حال ہے جس نے اپنے متعلق صاف طور پر کہا۔

"میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔" (متی $\frac{15}{24}$)

اور اپنے مریدوں کو تبلیغ کی غرض سے روانہ کرتے وقت ہدایت دی کہ

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ پہلے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف جاؤ۔" (متی $\frac{10}{5-6}$)

اس کے مقابل پر کیا حال ہے اس امت مرحومہ کا جس کے پیشوا اور ہادیٔ کامل نے روزِ اول سے ان الفاظ میں خطاب کیا۔

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (اعراف ع)

اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اور اس کی بعثت کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:۔

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للناس کہ ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور اس نے اپنا مشن یہ بتایا کہ:

لانذرکم بہ ومن بلغ کہ میں اس قرآن پاک کے ذریعہ تمہیں بھی ہوشیار کروں اور ہر اس انسان کو بھی جس تک یہ پیغام پہنچے"

ان اعلیٰ درجہ کی تعلیمات کے باوجود دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گھوم جایئے۔ مسلم و غیر مسلم ممالک کا جائزہ لے لیجئے۔ سوائے احمدیہ جماعت کے کہیں آپ کو تبلیغ اسلام کے نام پر کوئی باقاعدہ ادارہ نام کو بھی نہیں ملے گا نہ جانے کتنی اچھی خاصی اسلامی مملکتیں قائم ہیں۔ جگہ جگہ اسلام کے نام پر کئی جمعیتیں موجود ہیں جنہیں ہزاروں لاکھوں روپیہ کی سالانہ آمدنیاں ہیں۔ مگر اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کی طرف کسی کو مطلقاً توجہ نہیں ـــــ!! اگر پچھلے زمانوں میں تبلیغ اسلام کے نام سے کوئی منظم مہم جاری نہ کی گئی تو مسیحیت کی طرف سے منظم طور پر جارحانہ کارروائی کے منصۂ شہود پر آجانے کے بعد تو کسی قدر حرکت پیدا ہو جانی چاہیئے تھی۔ مگر کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ اس بہت بڑی غفلت پر پردہ ڈالنے کے لئے یہاں تک کہہ دیا جاتا ہے کہ:۔

"اسلام میں کوئی خاص مشنری نظام نہیں ہے مسلمانوں نے کبھی تنظیم کے ساتھ اسلام کی اشاعت نہیں کی ـــ۔ وجہ یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنی بساط کے مطابق اسلام کی اشاعت میں حصہ لے اور کچھ نہیں تو اپنے کیریکٹر کے ذریعہ ہی لوگوں پر اسلام کا اسلام کا اثر ڈالے۔"

(الجمعیۃ دہلی $\frac{۱۷}{۴}$)

یہ ایک الگ مستقل بحث ہے کہ مولہ بالا نظریہ کس قدر تعلیم قرآنی اور سنت نبوی اور خلفاء راشدین کے پاک نمونہ کے منافی ہے۔ اور تبلیغ کے واضح احکام کو نہ سمجھتے ہوئے گذشتہ زمانوں میں یہی بات اسلام کے لئے کس قدر نقصان کا باعث بنی ہے۔

عصر حاضر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو اس خطرناک غلطی سے متنبہ فرمایا۔ اور واضح فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ جو مسلمانوں کا مقدس فریضہ ہے۔ جس کی ادائیگی ہر زمانہ میں فرض ہے۔ ہر زمانہ کے حالات کے مطابق اس کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ اسلام کے صدر اول میں جب مخالفین کی طرف سے اسلام کو مٹانے کے لئے تلوار اٹھائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلوار کے ذریعہ کی مدافعت کا حکم ہوا۔ لیکن جونہی حضور کو ان حملوں سے ایک گونہ امن حاصل ہوا۔ حضور نے مختلف اکناف میں تبلیغی خطوط ارسال فرمائے اور بیسیوں قراء کو تعلیم دین کے لئے روانہ فرمایا۔ اور ہمارے اس زمانہ میں تو صورت حال بالکل ہی بدل چکی ہے اب دشمنانِ اسلام اسلام پر ایک دوسرے طریق سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اس لئے عقلمندی کا تقاضا ہے کہ اسی جہت سے ان کا مقابلہ کیا جائے۔ اور جہاد بالسیف کا خیال وقتی طور پر دل سے نکال دیا جائے مگر افسوس کہ نہ صرف علماء نے آپ کی بات کو در خورِ اعتنا سمجھا بلکہ اُلٹا حضور کو منکر جہاد قرار دیتے ہوئے آپ پر کفر کا فتوے لگایا۔!!

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے علماء کے فتاویٰ تکفیر کی مطلق پروا نہ کی اور بحکم الٰہی تبلیغی جہاد میں مصروف رہے اور اپنی جماعت کی بھی اسی نہج پر تربیت فرمائی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ احمدیت کے جانباز سپاہی دلائل و براہین کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر دنیا کے کناروں تک پہونچ رہے ہیں ـــ آفتاب عالم کی سعید روحیں آسمانی آواز پر لبیک کہہ رہی ہیں اور ـــــ نمایاں کامیابی ہے۔ جماعت احمدیہ دنیا کے بیشتر ممالک میں اپنے تبلیغی مشن کھول چکی ہے۔ لاکھوں کے صرفہ سے بیسیوں مساجد تعمیر کی جا رہی ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کئے جا رہے ہیں فضائل اسلام پر مشتمل لٹریچر طبع کیا جا رہا ہے عیسائیت کا بڑی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ احمدی مبلغین کی عظیم الشان کامیابیوں سے بعض مقامات پر عیسائی دنیا تلملا اُٹھی ہے اور وہ دن دور نہیں جبکہ عیسائی پادریوں کو سب جگہ سے اپنا بوریا بستر باندھنا پڑے گا۔ اس کی تمامتر وجہ تازہ اور زندہ ایمان ہے جو اس زمانہ کے مامور کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے نتیجہ میں ہر احمدی کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلِ کامل کے ذریعہ حضور کا جھنڈا اکناف عالم میں لہرانے کے لئے نہ ختم ہونے والا جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر میدان میں کامیابی مجاہدین اسلام کے قدم چومتی ہے!!

پس مبارک ہے وہ مسلمان جو وقت کی نزاکت کو پہچان کر تبلیغ اسلام کے ٹھوس پروگرام کو کامیابی کے ساتھ وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے احمدیہ جماعت کا مدد و معاون بنتا ہے اور اپنے لئے حیاتِ ابدی کے سامان کرتا ہے!! کہ وقت کا بڑا تقاضا یہی ہے!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے

رؤیا میں دعا کی تحریک

مکرمی راجہ غلام محمد خاں صاحب احمدی ساکن آمریج (کشمیر) نے اپنی ایک تازہ رؤیا برغرض اشاعت ارسال فرمائی ہے جس میں احباب جماعت کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کی گئی ہے مکرمی راجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں اپنے کسی نجی کام کے لئے بارہ مولہ گیا ہوں وہاں ایک دکان پر بیٹھا ہوں ایک آدمی کو میں نے ڈاکخانہ بھیجا ہے کہ اگر میری کوئی ڈاک ہو تو لے آؤ۔ وہ آدمی جاتا ہے اور ایک لفافہ مرکز کا لا کر دیتا ہے۔ میں جونہی کھولتا ہوں تو بڑے موٹے حروف سے لکھا ہوا ہے کہ:۔

"حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام جماعت احمدیہ کے نام"

یہ چٹھی مکرم ناظر صاحب اعلیٰ کی طرف سے لکھی ہوئی ہے اور اس میں حضور کی ایک تحریر کی نقل لکھی ہے جس میں حضور تحریر فرماتے ہیں کہ "گو مجھے آگے کی نسبت آرام ہے لیکن دعاؤں کی بڑی ضرورت ہے انشاء اللہ دعاؤں سے بڑا فائدہ ہوگا۔ وہ اس طرح کیا جائے کہ سب احباب اپنے اپنے گھروں میں بڑوں اور چھوٹوں بچوں عورتوں کو جمع کر کے میرے لئے خاص طور سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ عطا کرے"۔

اس لئے میں تمام احباب جماعت سے نہایت عاجزی سے التجا کرتا ہوں کہ اپنے پیارے اور محبوب امام کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ عطا کر کے کام کرنے والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین"

سابق شاہ امان اللہ

افغانستان کے سابق شاہ امان اللہ خان مورخہ ۲۶ کو سوئیٹزر لینڈ کے ہسپتال میں ۶۸ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ وہ ۱۹۲۹ء میں اپنے تخت سے دستبردار ہو کر یورپ چلے گئے تھے اور اس وقت سے اٹلی میں مقیم تھے۔ افغانستان کا یہ وہی فرمانروا تھا جس نے اپنے باپ اور دادا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو تین مظلوم احمدی شہداء کے خون سے رنگا اور اس ظلم عظیم کی پاداش میں نہ صرف اپنے تخت و تاج سے محروم ہوا بلکہ ۳۱ سال تک جلاوطنی کی زندگی بسر کر کے اس جہان سے گذر گیا۔

آج سے ساٹھ سال قبل ۱۹۰۱ء میں شاہ امان اللہ کے دادا امیر عبدالرحمان خان کے زمانہ میں افغانستان میں حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب احمدی احمدیت کے جرم میں شاہی حکم سے گلا گھونٹ کر شہید کر دیئے گئے تھے۔ اور ۱۴ رجولائی ۱۹۰۳ء کو ان کے باپ امیر حبیب اللہ خان کے حکم سے حضرت مولوی سید عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کو نہایت ظالمانہ طریق پر سنگسار کیا گیا۔

پھر امان اللہ خان ۱۹۱۹ء میں تخت نشین ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح (باقی صفحہ پر)

ملفوظات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ رمئی ۱۹۴۴ء بمقام قادیان

(یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں مکرم زود نویس نے اپنی ذمہ داری پر الفضل میں شائع کیا ہے جسے خطبہ جمعہ کی جگہ درج کیا جاتا ہے (ایڈیٹر))

ایک دوست نے عرض کیا کہ الم تر الی ربک کیف مد الظل۔ ولو شاء لجعله ساکنا ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا (الفرقان ع ۵) کا کیا مطلب ہے حضور نے فرمایا۔ آپ نے وہ اشکال ظاہر نہیں کیا جو آپ کے دل میں اس آیت سے پیدا ہوا ہے اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کونسی بات حل کرانا چاہتے ہیں البتہ

ایک ظاہری اشکال

اس آیت میں یہ نظر آتا ہے کہ ظل شمس پر دلیل ہوتا ہے نہ کہ شمس ظل پر۔ پس چونکہ ظاہری اشکال یہی نظر آتا ہے اس لئے میں اسی کے متعلق کچھ بیان کر دیتا ہوں در حقیقت یہاں اسباب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ظل کی جہاں اور اغراض ہوتی ہیں وہاں ظل اس بات کا بھی ایک ثبوت ہوتا ہے کہ اس کو سورج کی کس قدر پشت حاصل ہے کیونکہ جتنا جتنا سورج پشت کی طرف آتا جائے گا اتنا ہی ظل لمبا ہوتا چلا جائے گا۔
یہاں اللہ تعالیٰ نے

انبیاء کی جماعتوں کا ذکر

کیا ہے کہ ان کی راستبازی کا کیا ثبوت ہوتا ہے اور کس علامت سے اس بات کو پہچانا جا سکتا ہے کہ ان کا خدا کے ساتھ تعلق ہے۔ چنانچہ اس آیت سے پہلے کفار کا ذکر کیا گیا ہے فرماتا ہے ارأیت من اتخذ الٰهه هواه افانت تکون علیه وکیلا ام تحسب ان اکثرهم یسمعون او یعقلون ان هم الا کالانعام بل هم اضل سبیلا۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعله ساکنا۔ ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا۔ ثم قبضناه الینا قبضا یسیرا۔ ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی صداقت کا تمثیلی رنگ میں ایک ثبوت پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ

تم سائے پر غور کرو

اور سوچو کہ وہ کب بڑھتا ہے۔ کسی چیز کا سایہ اسی قدر لمبا ہوتا ہے جب سورج اس کی پشت پر ہوتا ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر دیکھ لو اگر ایک درخت کھڑا ہو تو اس وقت سورج اگر ابھی نصف النہار تک نہ پہنچا ہو تو اس کا سایہ چھوٹا ہوگا۔ لیکن جوں جوں سورج اس کی پشت پر آتا جائے گا۔ اس کا سایہ لمبا ہوتا چلا جائے گا۔ یہ ایک تمثیل ہے جو کفار کے سامنے اللہ تعالیٰ نے پیش کی ہے۔ فرماتا ہے۔ ہمارا رسول جو دنیا میں کھڑا ہے اسے ہماری تائید حاصل ہے جو اسباب کا ثبوت ہے کہ

خدا اس کی پشت پر ہے

جس طرح سورج جس قدر پشت کی طرف آ جاتا ہے سایہ بھی لمبا ہوتا جاتا ہے اسی طرح ہمارے رسول پر ہر دن جو طلوع کرتا ہے اس کی صداقت کا ثبوت اپنے ساتھ لاتا ہے۔ کیونکہ اس کا سایہ پہلے سے بھی لمبا ہو جاتا ہے اگر یہ رسول سچا نہ ہوتا تو اس کا سایہ لمبا کس طرح ہوتا۔ اس حالت میں تو ضرور تھا کہ اس کا سایہ چھوٹا ہوتا چلا جاتا کیونکہ ہر دن اس کے جرم کو بڑھا دیتا اور ہر رات اس کے گناہ میں اضافہ کر دیتی۔ دراصل

کلام الٰہی کا مدعی

جب دنیا میں کھڑا ہوتا ہے تو اگر وہ سچا نہ ہو۔ تو پہلے دن اس کا جرم ہلکا ہوتا ہے مگر دوسرے دن وہ جرم بڑھ جاتا ہے تیسرے دن اور بڑھ جاتا ہے چوتھے دن اور بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح جوں جوں اس کی عمر گذرتی جاتی ہے اس کا جرم بھی بڑھتا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے کذب اور افتراء پر زیادہ سے زیادہ اصرار کرتا چلا جاتا ہے پس ایسی صورت میں ضرور ہوتا ہے کہ اس کا سایہ چھوٹا ہو۔ یہ نہیں ہوتا کہ اس کا سایہ لمبا ہوتا جائے۔ اور پہلے سے بھی ترقی کر جائے۔ پہلے دن کسی کے افتراء پر یہ خیال بھی کیا جا سکتا ہے کہ خدا ارحم الراحمین ہے وہ معاف کر دے گا۔ لیکن جب وہ افتراء میں بڑھنے لگے اور خدا تعالیٰ کی طرف روزانہ جھوٹ منسوب کرنے لگے تو

یہ قطعاً نہیں ہو سکتا

کہ وہ ترقی کرتا رہے اور اس کا سایہ لمبا ہوتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ ایسے شخص کو ہلاک کر دیتا اور اس کے سایہ کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کسی کا سایہ لمبا ہوتا چلا جائے۔ تو پھر لازماً تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسے سورج کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس تمثیل کو کفار کے سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی اور اس کے سایہ کی لمبائی کو دیکھو اس تائید اور نصرت پر غور کرو۔ جو اس کے شامل حال ہے۔ تمہارے نزدیک یہ شخص ہر روز افتراء میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا جب یہ پہلے سے زیادہ مجرم اور گنہگار نہ ہو جائے پہلے دن اگر اس نے ایک افتراء کیا تھا تو دوسرے دن دو کئے اور اسی طرح ہر روز اس نے افتراؤں میں نعوذ باللہ اضافہ کیا مگر یہ کیا ہوا کہ باوجود ان افتراؤں کے اس کے ساتھ

الٰہی تائید کا سلسلہ

بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس کے قائم کردہ درخت کا سایہ دنیا میں پھیلتا چلا جاتا ہے اور بجائے مٹنے اور فنا ہونے کے ترقی کی طرف سرعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے کیا یہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا ثبوت ہے یا اس کی محبت اور پیار اور رضامندی کا۔ جب ہمارے اس رسول کا ظل کم ہونے کی بجائے بڑھتا چلا جاتا ہے تو ظل اسباب کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا پشت پناہ ہے اور اس کی صداقت پر زمین و آسمان کا خدا شاہد ہے۔ پس ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سورج گواہ ہوتا ہے سایہ کے لمبا ہونے کا اسی طرح میں گواہ ہوں اس بات کا کہ میری تائید اور میری نصرت اسے حاصل ہے گویا

شمس سے مراد

اس جگہ خود خدا ہے اور فرماتا ہے کہ میری متواتر تائیدات اس رسول کی صداقت کا ایک کھلا نشان ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں اس کی پشت پر ہوں اور میری پشت ہی کی وجہ سے اس کا سایہ لمبا ہو رہا ہے

عرض کیا گیا ثم قبضناه الینا قبضا یسیرا کا کیا مطلب ہے۔ حضور نے فرمایا چونکہ پہلے بہت سے انبیاء گذر چکے ہیں اور انسان کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ اگر سایہ کا لمبا ہونا ہی

الٰہی تائید کا ثبوت ہے

تو پھر پہلے انبیاء کا سایہ ہمیں آج کیوں نظر نہیں آتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس شبہ کا ازالہ کیا ہے فرماتا ہے تمہارے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ پہلے انبیاء ایسے ہیں جن کو سچا کہا جاتا ہے۔ مگر آج ان کا سایہ نظر نہیں آتا۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے نبی تھے مگر آج دنیا میں ان کا سایہ موجود نہیں۔ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ یہ بھی ہماری

دیرینہ سنت ہے

کہ جب بندے خدائی نعمتوں کی ہتک کرتے ہیں۔ تو پھر ان نعمتوں کو ہم واپس لے لیتے ہیں مگر یسیراً کہہ کر بتایا کہ ہم پھر بھی نرمی سے کام لیتے ہیں۔ رفتہ رفتہ بندے تو اپنے گناہوں کی وجہ سے ہمیں مجبور کر دیتے ہیں کہ ہم ان سے اپنی ساری نعمت واپس لے لیں۔ لیکن ہم پھر بھی رحم کرتے ہیں۔ اگر دس گناہ کرتے ہیں۔ تو ہم دس انچ نہیں بلکہ صرف ایک انچ اپنی رحمت کو کھینچ لیتے ہیں۔ اور اس طرح ہماری طرف سے پھر بھی سایہ کو لمبا رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر جس قدر جلدی لوگ گناہ کرتے ہیں۔ اتنی جلدی ہم اپنی نعمتوں کو کھینچتے نہیں۔

ایک دوست نے تذکرہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام

یأتی قمر الانبیاء وامرک یتأتی

پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ کس کے متعلق ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اصل حوالہ دیکھنے کے بعد فرمایا۔

اس حوالہ کو دیکھنے کے بعد بھی یہ واضح نہیں ہوا کہ یہ الہام کس وقت کا ہے۔ اور سب سے پہلے کب نازل ہوا۔ جب تک کسی

الہام کے نزول کی صحیح تاریخ

معلوم نہ ہو اس وقت تک اس کے بارے میں کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جا سکتی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہاں یہ الہام درج ہے۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے یہ الہام اس سے پہلے بھی تذکرہ میں آ چکا ہے۔ اس لئے جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ سب سے پہلے یہ الہام کب ہوا۔ ہم اس کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔ البتہ ان الہامات کے دیکھنے سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے کے متعلق پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ اور بعض باتیں ایسی بھی ہیں۔

جو

مصلح موعود کے ساتھ اشتراک

رکھتی ہیں۔ مثلاً یہ الہام کہ امورک ینیاتی یہ بتاتا ہے کہ اس کے زمانہ میں سلسلہ احمدیہ کی اشاعت ہوگی۔ اس قرینہ کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے یہ الہام بھی مصلح موعود کے متعلق ہی ہو۔ لیکن تبھی جب آئندہ واقعات کا ظہور دیتا ہے تو ضروری نہیں ہوتا کہ وہ سب کی سب ایک ہی جگہ چسپاں ہو جائیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ بعض کسی اور کے متعلق ہوں۔

اس کے بعد حضور نے ایک دوست سے سورج بنسی اور چندر بنسی خاندانوں کے کچھ حالات دریافت فرمائے انہوں نے بتایا کہ حضرت رام کو سورج بنسی اور حضرت کرشن کو چندر بنسی کہا جاتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے:۔

تری نسلاً بعیداً ابناء القمر

(تذکرہ ایڈیشن اول صفحہ ۲۵۹)

اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے

حضرت کرشن

کو چندر بنسی کہا گیا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہندوستان والوں کی ہدایت مقدر فرمائی ہے۔ حضرت کرشن چونکہ ہندوستان کے نبی تھے اس لئے ابناء القمر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے ایسے بیٹے ہوں گے جو ہندوستان کی راہنمائی کا موجب بنیں گے۔

دوسرے اگر اس الہام کا یاقمر الانبیاء والے الہام سے تعلق سمجھا جائے۔ تو پھر

اس کے یہ معنے ہوں گے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک تو ایسا ہوگا جو حضرت کرشن کا مثیل ہوگا۔ مگر پھر یہ سلسلہ اسی پر ختم نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ آگے اس کے بعد دوسرے کئی ابناء القمر ہوں گے۔ جو صداقت احمدیت کی اشاعت کا موجب ہوں گے
تیسرے اس الہام کی ایک اور توجیہہ ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے

یا قمر یا شمس انت منی وانا منک

(تذکرہ ایڈیشن اول صفحہ ۵۷۴)

پس اس صورت میں

ابناء القمر کے معنے

یہ ہوں گے۔ کہ جو تمہاری قسم کی صفت ہے یعنی خدا تعالیٰ کے نور اور اس کی روشنی کو دنیا پر ظاہر کرنا یہ تمہاری نسل میں بھی جاری رہے گی۔ اور خدا تعالیٰ تجھے ایسے بیٹے عطا فرمائے گا جو ان نوروں کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلانے والے ہوں گے۔ اس الہام میں ان لوگوں کا بھی جواب آگیا جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری اولاد نعوذ باللہ گمراہ ہے۔ اور وہ ایک غلط راستہ پر قائم ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تمہاری غلطی ہے۔ ہمارے قمر کے بیٹے قمر ہی ہوں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہمارے نور کو مٹانے والے ہوں۔ دراصل روحانیت میں تو ایسا ہو جاتا ہے کہ بُرے شخص کا بیٹا اچھا ہو جائے اور اچھے شخص کا بیٹا بُرا ہو جائے۔ لیکن جسمانیات میں ایسا نہیں ہوتا۔ پس یہاں

جسمانیات کی مثال

دے کر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس جگہ وہی مثال چسپاں ہوگی جو جسمانیات پر چسپاں ہوتی ہے۔ جسمانیات میں ایک کتے کا بیٹا کتا ہی ہوتا ہے۔ لیکن روحانیات میں یہ ضروری نہیں کہ روحانی کتے کا بیٹا بھی کتا ہی ہو بلکہ ہو سکتا ہے وہ شیر بن جائے یا گیدڑ بن جائے۔ پس قمر کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ نے اسے جتا دیا ہے کہ یہ نسل جسمانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی برکات کو اس طرح ظاہر پر حاصل کرے گی جس طرح جسمانیات میں ہمارا قانون جاری ہے

پھر تری نسلاً بعیداً ابناء القمر کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف بھی اشارہ فرمایا کہ قریب زمانہ میں ہی نہیں بلکہ

ایک لمبے عرصہ تک

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل کو ابناء القمر بناتا رہے گا گویا جس طرح تم قمر ہو۔ اور ہمارے نور کو ظاہر کر رہے ہو۔ اسی طرح وہ بھی قمر ہوں گے اور ہمارے نور کو ظاہر کرنے والے ہوں گے۔ اس الہام کے ذریعہ غیر مبائعین کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے خاندان سے صداقت مٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تری نسلاً بعیداً ابناء القمر۔

ایک لمبے عرصہ تک تو دیکھے گا کہ تمہارے خاندان میں یہ نور قائم رہے گا۔ جس طرح تم خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کرتے ہو۔ اسی طرح وہ بھی تاریکی اور ضلالت کے وقت خدا تعالیٰ کے نور کو پھیلانے والے ہوں گے۔ اور یہ سلسلہ قریب نسل تک ہی ختم نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ

بعید نسل تک

یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا۔ اس کی طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ جب ایمان ثریا پر چلا گیا تو رجال من فارس اس ایمان کو پھر واپس لے آئیں گے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجال من فارس کہہ کر کئی رجال کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی طرح الہام ابناء القمر کہہ کر کئی بیٹوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ نحن ورثنا التوحید خذوا التوحید یا ابناء الفارس۔

یہ الہامات بتاتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ نسلاً بعد نسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت سے خدمت دین کا کام لیتا چلا جائے گا۔ اور وہ دنیا کو الہٰی نور سے منور کرنے والے ہوں گے۔ اگر ابناء النبی کہا جاتا تو اس سے یہ معنے نہ نکلتے۔ کیونکہ ضروری نہیں ہوتا کہ نبی کا بیٹا روحانیت میں بھی اس کا وارث ہو۔ لیکن ابناء القمر سے یہ معنے نکل سکتے ہیں کیونکہ یہ جسمانی مثال ہے۔ اور جسمانیات میں جیسا باپ ہوتا ہے ویسا ہی اس کا بیٹا ہوتا ہے۔ پس جسمانی مثال دے کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمالات سے حصہ لیں گے اور وہی کام کریں گے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا

ایک دوست نے جنہیں مراق کا مرض تھا اپنے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے بیماری اور علاج کا ذکر کیا۔ حضور نے انہیں مندرجہ ذیل طبی ہدایات دیں۔

(۱) ٹھنڈے وقت ورزش کیا کریں
(۲) روزانہ غسل کی عادت ڈالیں
(۳) افتیموں گھی میں ملا کر سر پر مالش کیا کریں۔
(۴) جوارش مفرح کا استعمال کریں
(۵) افسنتین کا استعمال مفید چیز ہے
(۶) سیر باقاعدہ کیا کریں۔
(۷) چنوں کا استعمال اور چنے کا پانی اس مرض میں مفید ہے
(۸) کریلا ہضم ہو سکے تو اچھا ہے۔ اسی طرح اگر مونگ کی دال بے شک کھائیں کدو جو گوشت کے شوربہ میں پکا ہوا ہو وہ بھی اچھا ہے۔ ماش کی دال نہ کھائیں کیونکہ وہ معدہ کو خراب کرتی ہے
(۹) کشتہ قشر بیضہ مرغ یا کشتہ مرجان لیں اور استعمال کریں۔ انگریزی طریق پر بنے ہوئے کیلشیم کے مرکبات گراں ملتے ہیں۔ ان کی بجائے قشر بیضہ مرغ کا کشتہ یا کشتہ مرجان استعمال کیا جا سکتا ہے۔
(۱۰) کئی اطباء کہتے ہیں کہ اس کا پانی کبھی کبھی پی لیں تو یہ بھی اچھا ہے۔

اس دوست نے اپنی بعض خوابوں کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا کہ خواب میں جونک دیکھنے سے مراد بیماری کا ہوتی ہے۔ جونک انسان کا خون چوس لیتی ہے۔ اسی طرح خواب میں بھینس دیکھنے سے مراد بھی بیماری ہوتی ہے

ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور لوگوں کو بیوپار کرنا سکھلائیں۔ کیونکہ یہ چیز تبلیغ میں بہت ممد ہے۔ حضور نے فرمایا مجھے تو قرآن آتا ہے اور وہ میں لوگوں کو سکھاتا رہتا ہوں۔ آپ کو بیوپار آتا ہے آپ لوگوں کو بیوپار سکھلائیں۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور نے کل فرمایا تھا کہ میرا طریق یہ ہے کہ جو بیٹا بالغ ہو جاتا ہے۔ اسے میں اپنی جائداد کا ایک حصہ دے دیتا ہوں تاکہ وہ اس میں سے وصیت کر سکے۔ مگر اس طرح تو وہ بیٹے محروم رہ گئے جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد میں امتیاز نہ کرو۔ حضور نے فرمایا:۔

میں نے جواب دیا تھا کہ انسان اگر کوئی ایسی چیز اپنے بعض بیٹوں کو دے دے جو اس کی

جائداد کا بڑا

حصہ نہ ہو۔ تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ اس کی نیت بہرحال یہی ہوگی کہ جو بچہ بھی جوان ہوگا اسے وہ اس کا حصہ دیتا چلا جائے گا۔ لیکن فرض کرو وہ اس وقت سے پہلے فوت ہو جائے اور اسے ازالہ کا موقع نہ ملے تو پھر باقی بچوں کو چاہیئے کہ وہ پرانا حساب کر کے باقیوں کے متعلق وہ یہ وصیت بھی کر سکتا ہے کہ چونکہ اتنا اتنا حصہ میں فلاں فلاں کو دے چکا ہوں۔ اس لئے اتنا حصہ باقی بچوں کو دے دیا جائے۔ اور پھر باقی جائداد کو تقسیم کیا جائے۔ اگر وہ ایسا کرے تو یہ جائز ہوگا۔ اور اس پر وصیت لوارث کا حکم عائد نہیں ہوگا کیونکہ وہ تقسیم کے برابر کرانے کے لئے یہ وصیت کرے گا کہ کچھ لڑکوں کو وہ ان کا حق پہلے ہی دے چکا ہوگا۔

(الفضل ۲۷ مارچ)

زکوٰۃ کو ادا کر کے اپنے آپ کو محاسبہ سے بچائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق خدا اور اُس کے رسُولؐ سے

(از محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب فاضل ربوہ)

ذیل کا دلچسپ اور مؤثر مقالہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ کا وہ لیکچر ہے جو امسال آپ نے جلسہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام منعقدہ ۲۷ مارچ سنہ ۶۸ء میں بیان فرمایا تھا۔ جسے ماہنامہ "الفرقان" ربوہ سے شکریہ کے ساتھ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ سامعین تقریر کی طرح اس مضمون کے قارئین بھی لطف اندوز ہوں گے۔ (ایڈیٹر)

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ۝

وہ محبوب ازلی جس کے حسن سے سب حسینوں کو فیض ملتا ہے اور جس سے بازارِ عشق کی سب گرم بازاری ہے اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ ہم نے اپنی امانتِ عشق کو خود پیش کیا اور جنس وفا کے خریدار بن کر خود بازار میں آئے لیکن اس کا کوئی خریدار نہ ہوا۔ ہم نے اس امانت کو آسمانوں کے سامنے بھی پیش کیا اور زمین کے سامنے بھی اور پہاڑوں کے سامنے بھی۔ غرض تمام مخلوق کے سامنے پیش کیا۔ لیکن اس جنس کا کوئی خریدار نہ ہوا۔ اور باوجود اپنی طاقتوں اور وسعتوں کے انہوں نے اس بار کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور ڈر گئے۔ ہاں مگر مخلوق میں سے ایک مخلوق ایسی بھی تھی جس نے آگے بڑھ کر اس بار کو جس کے اٹھانے سے زمین و آسمان اور اس کی سب مخلوق عاجز آ گئی تھی خود اٹھا لیا۔ یہ سر پھرا یہ اس کی محبت میں از خود رفتہ کون تھا؟ یہ انسان تھا اور اس نے یہ جرأت اس لئے دکھائی کہ وہ ظلوم و جہول واقع ہوا ہے۔ جب اس کے دل میں کسی کی لگن لگتی ہے تو وہ باقی ہر چیز کو بھول جاتا ہے اور وہ اپنی جان پر محبوب کی خاطر ہر قسم کا ظلم سہنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے سے ہمہ وجوہ اور ہمہ وجود کھو یا جاتا ہے اور سرتاپا اسی کا ہو جاتا ہے اور اس کا ہر دم یہی نعرہ ہوتا ہے کہ؎

جاں فدائے او کہ او جاں آفرید
دل نثارش کو ز دشمن دل پدید

غرض ہر زمانے میں انسانوں میں سے کامل وجود ایسے ہوتے رہے ہیں جو اس امانتِ عشق کو اٹھاتے ہیں اور اسے کامل درجہ کے صدق و وفا سے اس کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ ہمارے اس زمانہ میں جبکہ مادیت اور نفسانیت کے جوشوں کی وجہ سے متاعِ محبت بالکل کاسد ہو گئی تھی اور عشق و محبت کی باتیں محض قصہ کہانی بن چکی تھیں کوئی اس جنس کا خریدار نظر نہ آتا تھا۔ کوئی اس یار ازلی کے لئے سر حسن کی کان اور سر جان کی جان ہے سر دینے اور جان نچھاور کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ

ناگہاں وہ جلوہ حسن ایک گمنام اور بے کس شخص پر نازل ہوا اور اس کے دل کو اپنے عشق سے تاباں اور اس کی جان کو اپنی محبت سے منور کیا۔ وہ اس حسن سے اتنا از خود رفتہ ہوا اور اس کا ایسا دیوانہ ہوا کہ اس نے اپنے دیوانہ وار نعروں سے ایک شور محشر برپا کر دیا جس کی وجہ سے آخر سوئی ہوئی دنیا کو اس کی آواز پر کان دھرنے ہی پڑے۔ اس کی سننی ہی پڑی۔ بہتوں کے دل اس نے اپنے محبوب کے حسن کے تذکروں سے گرم کر دیئے۔ اور یہ متاع کاسد یہ مال جس کا کوئی خریدار نہ رہا تھا پھر سے رائج ہو گئی اور الحمد للہ کہ پیار کی ریت اور وفا کی رسم پھر سے جاری ہو گئی۔

حسن ازلی کا یہ عاشقِ صادق اور خدا کا یہ یارِ وفادار ہمارا مقتدا سیدنا میرزا ئے قادیانی ہے۔ اسلام جو ایک مذہب عشق ہے اور وہ آتشیں شریعت ہے جو انسان کے دل میں خدا کی محبت کو افروختہ کر کے غیر اللہ کے خس و خاشاک کو جلا دیتی ہے۔ لیکن جسے دنیا کے کج رووں نے محض ظواہر و رسوم کا پلندہ بنا رکھا تھا۔ سے آپ نے پھر سے مذہب عشق کے رنگ میں پیش کیا۔ اور ظاہر پرستوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس بات کو عیاں کر دیا کہ آپ کا مذہب مذہب عشق تھا فرماتے ہیں؎

بے عشق دلے پاک شود من نہ پذیرم
عشق است کہ بیدام بیکدم برہاند

یعنی خواہ کوئی ہزار کہے میں اس بات کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ بغیر عشق بھی دل پاک ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ عشق ہی تو ہے جو ہوا و ہوس کے دام سے یکدم چھڑا دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل بچپن ہی سے خدا کی محبت میں سرشار تھا۔ بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ اس قسام ازل نے یہ دولت آپ کو رحم مادر ہی میں عطا کی تھی اور یہ شیرینی آپ کے جسم میں شیر مادر کے ساتھ داخل ہوئی تھی۔ فرماتے ہیں؎

والتہ نفلک کی وہ اندروز نخست
لندن نظر بتابِ زیر برابا شد

یعنی مجھے تو پہلے دن سے ہی آسمان کی دولت دی گئی ہے اسلئے زمین اور زمین کی چیزوں پر میری نظر ہو کس طرح سکتی ہے۔ نیز فرماتے ہیں؎

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

اور جوں جوں آپ بڑھتے گئے توں توں اس درد کی لذت بھی بڑھتی گئی۔ اس زمانہ میں بھی جبکہ بچوں کا مشغلہ سوائے کھیل کود، شوخی و شرارت کے کچھ اور نہیں ہوتا آپ (علیہ السلام) کسی کے حسن میں مستغرق بیٹھے رہتے یا کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہتے۔ اس عمر میں جبکہ انسان کی خواہشات کا کوئی ثمر نہیں ہوتا آپکی لگن کی خواہش تھی تو یہی "خدا جیسی نعمت نصیب ہو" پھر جوانی آئی جس میں جسمانی اور نفسانی جوش اپنی انتہا پر ہوتے ہیں اور جو دیوانی کہلاتی ہے۔ آپ کی جوانی بھی دیوانی تھی۔ لیکن مواد ہوس کی نہیں بلکہ اپنے مولا کی۔ آپ کے دل میں بھی جوش تھے، امنگیں تھیں۔ لیکن ان پاک جوشوں اور ان روحانی امنگوں سے سوائے آپ کے محبوب کے جس کی محبت میں یہ جوش تھے اور جس کے قرب کی یہ امنگیں تھیں کوئی دوسرا واقف نہ تھا بلکہ دوسرے لوگ آپ کو اپنے سے مختلف پا کر اور دنیا سے بے دلچسپی کرنے والا جان کر گویا کہ وقت ضائع کرنے والا اور اپنے خیال میں ترقیات کی فطرتی خواہش سے خالی ہونے کی وجہ سے گویا کہ پست ہمت سمجھتے تھے۔ اور آپ کے والد آپ کی اس محویت کی حالت۔ ۔ ۔ از خجگر کبھی مُلّاں، کبھی مسیتڑ اور کبھی شرمیلی دلہن کے ناموں سے یاد کرتے تھے۔

جہاں محبت ہوتی ہے وہاں محبوب کا ذکر ہر وقت ورد زبان رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیکھنے والے بتلاتے ہیں کہ آپ کی ساری زندگی ذکر تھی اور آپ کا لمحہ لمحہ ذکر الہٰی میں گزرتا۔ تمام دنیا اس محبوب کے تذکروں کو دنیا تک پہنچانے اور اس کی معرفت دلوانے میں۔ فرماتے ہیں؎

ہر دم از دل و جاں وصفِ یار خود بجنم
من آں نیم کہ تغافل کنم ز یار خود بجنم
ہر زماں بدل ایں بودم ہمیں ...
کہ ہر چہ ... نظیر خود ...

یعنی ہر دم اور ہر لمحہ میں دل و جان کے ساتھ اپنے محبوب کے ذکر میں مشغول رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو اپنے فرض کی ادائیگی سے کوتاہی کرتے ہیں۔ میری تو ہر وقت یہی ایک خواہش ہے اور ہر وقت دل میں یہی جوش اٹھتا ہے کہ جو کچھ ہے وہ سب اپنے نگار اپنے پیارے پر نثار کر دوں؎

اگرچہ در رہِ جاناں چوں خاک گردیدیم
دلم تپد کہ فدائش غبار خود بکنم

یعنی اگرچہ میں اپنے جاناں کی راہ میں خاک ہو گیا ہوں پھر بھی میری تسلی نہیں ہوئی بلکہ میرا دل اس بات کے لئے تڑپتا ہے کہ یہ غبار بھی اس پر فدا کر دوں۔

پھر جہاں محبت ہو وہاں محبوب کے سوا کسی اور کی دید حرام ہو جاتی ہے اور ہر طرف وہی نظر آتا ہے فرماتے ہیں؎

حسن و خلق و دلبری بر تو تمام
صحبتے بعد از لقائے تو حرام

حسن اور خلق نیک احسان اور دلبری تو بس تجھ پر ختم ہے۔ تجھ سے ملنے کے بعد کسی اور کی صحبت کیونکر جائز ہو سکتی ہے نیز فرماتے ہیں؎

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا
چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

محبوب کے لئے غیرت عشق کا ایک لازمی خاصہ ہے۔ فرماتے ہیں؎

در دو عالم نظیرِ یار کجا
عاشقاں را بغیر کار کجا

یعنی دونوں جہان دیکھ ڈالو دونوں عالم میں محبوب کا مثیل نہیں ہر طرف نظر دوڑاؤ تب بھی میرے محبوب کا نظیر کہیں نہیں ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے عاشق اس کے غیر سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔

نیز فرماتے ہیں؎

باقی بھی جو ہیں غیر اس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اک، دل کا یار جانی
دل میں مرے یہی ہے سبحان من یرانی

اور فرماتے ہیں؎

ما خبر غیر خدا ... ۔۔۔
آنکہ ... نسبانی ...

پُر حذر باش ز پنہاں بُت ایں نہاں
دامنِ دل ز دستِ ستاں برہاں

یعنی اے شکستہ ایمان انسان تیرے دل میں خدا کے سوا جو کوئی اور جو کچھ بھی ہے وہ ایک بُت ہے جو تو نے بنا رکھا ہے۔ خبردار ان پوشیدہ بُتوں سے ہوشیار رہو اور اپنے دل کے دامن کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا لو۔

آپ اس محبت کو جو آپ کے دل میں اس بے چگوں اور بے مثل کے لئے ہے ایک فطرتی ودیعت اور گویا اپنی جان کے ساتھ سمجھتے ہیں فرماتے ہیں۔ میں ان نشانوں کا شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں مگر دنیا انہیں نہیں دیکھتی۔ لیکن اے میرے خدا میں پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے اور میری روح تیرے نام سے ایسا اچھلتی ہے جیسے کہ ایک شیرخوار بچہ ماں کے دیکھنے سے اچھلتا ہے۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ کی محبت کا دم بھرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اور انّنی من المسلمین کا نعرہ لگانا کھیل نہیں۔ اس راہ میں ہزاروں خطرات اور لاکھوں طوفانوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے یہ راہ خارزار ہے جس میں سب دشمن ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کی تکالیف اور قسم قسم کے مصائب سے آزمایا جاتا ہے۔ اور ہر وقت اسے ہزاروں موتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن عاشقِ صادق ان موتوں کو ہنستے کھیلتے قبول کرتا ہے۔ اور ہر تکلیف جو اس راہ میں پہنچتی ہے۔ محبوب کی طرف سے ایک تحفہ سمجھ کر شکریہ کے ساتھ قبول کرتا ہے۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے وہ پیسا جاتا ہے۔ وہ مسلا جاتا ہے لیکن حرفِ شکایت کو زبان پر نہیں لاتا۔ کیونکہ اسے طریقِ ادب اور رسمِ وفا کے خلاف جانتا ہے۔ حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) صادقوں کی اپنی صفات کو یوں بیان فرماتے ہیں ؎

شاید از روِ جاناں تو دہر اخلاص
اگرچہ سیلِ مصیبت بزورہا باشد
براہِ یارِ عزیز از بلا نہ پرہیزد
اگرچہ در رہِ آں یار اژدہا باشد

یعنی صادق اپنی جانِ جہاں سے کبھی اور کسی حال میں تعلقِ اخلاص کو نہیں چھوڑتا خواہ اس راہ میں کتنے ہی طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑے اور اس یارِ عزیز کی خاطر جب اسے مصیبتیں پہنچیں۔ تو ان سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا۔ فرماتے ہیں ؎

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسے کہ لافِ تعشق زند منم

اے میری روح کی روح اور میری جان کی جان اگر تو یہ رسم جاری کرے کہ جو بھی تیری محبت کا دعوےٰ کرے اس کا سر تن سے جدا کیا جائے تو بھی میں تیری محبت سے باز نہیں آؤں گا بلکہ مجھے تیری ہی قسم سب سے پہلے تیری محبت کا دعوےٰ کرنے والا میں ہی ہوں گا۔

اس آزارِ محبت کی لذت اتنی ہے کہ اس بیماری سے شفا کو ہلاکت سمجھتے ہیں ؎

دوائے عشق نخواہم کہ اں ہلاکت ماست
شفائے ما بہمیں بخ و درد و آزارے

اس کی محبت میں آپ کی سب لذات ہیں اور یہی آپ کی جنت ہے ؎

مجھے اس یار سے پیوند جاں ہے
وہی جنت وہی دارالاماں ہے
بیاں اس کا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کا تو اک دریا رواں ہے

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے چاہنے والوں کے لئے دوزخ بھی مقدر ہو تو بھی اس کی محبت سے باز نہ آئیں۔ کیونکہ ان کا جو اس کی یاد میں اور اس کے حسن و احسان کے تصور میں لطف حاصل ہوتا ہے جہنم کا عذاب بھی اس لذت اور سرور کو چھین نہیں سکتا۔ اس کو مخاطب کرتے ہوئے نغمہ پرداز ہیں ؎

از بس لطیفی دلبرا در ہر رگِ تارم درآ
تا چوں خودی یابم ترا دل خوش ترا زبستاں کنم

اے کہ تو از حد لطیف ہے لطف فرما اور میرے رگ و پے میں سما جا۔ جب تو مجھے مل جائے تو پھر مجھے کسی دوسری جنت کی ضرورت نہیں ؎

در سرکشی اے پاک خو جاں بر کنم در ہجر تو
زاں ساں ہمے گریم کہ دیگ عالمے گریاں کنم

لیکن اگر اے پاک خو تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا تو یاد رکھ تیرے ہجر میں اپنی جان دے ڈالوں گا اور اتنا روؤں گا کہ ایک عالم کو رُلا دوں گا۔

لیکن جہاں آپ اس کی ناراضگی سے ڈرتے اور اس کے ہجر کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے تھے وہاں آپ کو اللہ کی محبت پر ناز بھی بہت تھا اور اپنے دشمنوں کو بار بار للکارتے تھے کہ دیکھنا مجھے اکیلا سمجھ کر کوئی جہالت نہ کرنا، میں اکیلا نہیں میرے ساتھ وہ میرا یار یگانہ بھی ہے۔ جو میری پُشت پناہ اور میرا حامی ہے ؎

سرِ سے بیکر پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

نیز فرماتے ہیں ؎

ز فکرِ تفرقہ بازآ بآشتی پرداز
وگرنہ گریہ بر غمگسارِ خود بجنم

دیکھ تفرقہ اندازی کے خیالات کو چھوڑ دو اور فساد سے باز آؤ ورنہ یاد رکھو میں اپنے غمگسار اور اپنے وفادار کے سامنے گریہ و زاری کروں گا اور روؤں گا

صاحبِ دل ذرا اس اعتماد اور ناز پر غور کریں۔ یہ تب ورش اور تصنع سے پاک انداز گفتار کسی معصوم بچہ کے انداز سے بھی زیادہ ہے۔ اعتماد زیادہ ناز پروانہ اور زیادہ جھجھک مانع نہیں۔ بچے جب کوئی کہے کہ میں تمہیں ماروں گا تو وہ معصوم کہتا ہے تو ذرا مجھے مار کر تو دیکھو میں ابھی اپنی اماں سے کہتا ہوں

اللہ تعالیٰ کی محبت سے آپ کی اس کی ذات کے سوا اور اس کے قرب کی لذت کے حصول کے سوا دوسری غرض نہ تھی۔ فرماتے ہیں ؎

سیاہ باد رُخِ بختِ من اگر بدلم
دگر غرض بجز از یارِ آشنا باشد

یعنی اس یار آشنا کے سوا اگر اس کی محبت سے میری کوئی اور بھی غرض ہو تو خدا کرے کہ میرا نصیب مجھ سے منہ موڑ لے اور میرے بخت کا منہ کالا ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یوں مخاطب کرتے ہیں ؎

در دو عالم مرا عزیز توئی
وانچہ میخواہم از تو نیز توئی

مجھے تو بس دونوں جہان میں ایک تو ہی پیارا ہے۔ اور جو دولت میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ دولت تو ہی تو ہے۔

محبت کا دعوےٰ کرنا تو کچھ بھی مشکل نہیں ایسا دعویٰ محض لاف سے بھی ہو سکتا ہے کسی کی محبت کے سچے ہونے کا پتہ اس کی قربانی، اس کی عاشقانہ حالت، اس کے صدق و صفا اور وفا اور یار کی راہ میں ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور تنگی اور خرابی اور ہر طور کی ذلت کو برداشت کرنے اور ہر عزیز سے عزیز چیز کو۔ اپنی جان، اپنے مال اپنی عزت و آبرو، اپنی آل اولاد، اپنی راحت اور خوشی کو قربان کر دینے سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے دعوے عشق کے اثبات میں اس قسم کے ثبوت دینے کی کوئی ضرورت اس لئے نہیں کہ آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب ہے جس پر ایک نظر ڈالنے سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ غرقہ دریائے توحید از وفا کے کامل مصداق بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولین مصداق تھے۔ فرماتے ہیں ؎

جنسِ نام و ننگ را از داماں ریختیم
یار آمیزد مگر با ما بخاک آمیختیم
دل بدادیم از کفِ جاں در رہے انداختیم
وز پئے وصل نگارے حیلہ ہا انگیختیم

عزت و نام کو ہم نے خیرباد کہا اور اس امید میں کہ کسی طور وہ محبوب مل جائے خاک میں مل گئے۔ ہاتھ سے دل دیا اور اس کی راہ میں جان کو ردی چیز کی طرح پھینک دیا۔ اور اس بہارِ حسن سے ملنے کے جتنے بھی حیلے اور تدبیریں ہو سکتی تھیں سب اختیار کیں۔

آپ کے صدق و وفا کا یہ حال تھا کہ ؎

عزیق و رطۂ جسمِ محبت
نہ بر مہر و شش نظر باشد نہ بر کیں

بگوشِ عاشق از لبہائے دلدار
چناں نفریں حسنہ بد آید تحسیں

ہر میری طرح بحرِ محبت کی گہرائیوں میں کھوئے جاتے ہیں ان کی نہ محبوب کی عنایت و محبت پر نظر ہوتی ہے نہ غصے پر بلکہ عاشق کے کانوں میں محبوب کے لبوں سے نکلی ہوئی ہر بات پیاری لگتی ہے خواہ نفرین ہی کیوں نہ ہو۔ اور اپنے خدا سے آپ یوں مخاطب ہوتے ہیں ؎

خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رو نما
خواہی بکُش یا کن رہا کے ترک آں داماں کنم

تو مالک ہے تجھے سب اختیار حاصل ہے اب خواہ تو مجھے اپنے سے دور کر دے یا لطف فرما کر اپنا چہرہ دکھا دے۔ خواہ قتل کر دے یا رہا کر دے۔ تو جو چاہے سو کر لیکن میں تجھے کہے دیتا ہوں کہ میں نے جو تیرا دامن پکڑا ہے اب میں اُسے چھوڑنے کا نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس طرح مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے ہیں جس طرح محض ربنا اللہ کہنے پر آپ کی بنی بنائی عزت ختم ہو گئی سب دوستوں عزیزوں نے منہ موڑ لیا، اپنے بیگانے ہو گئے۔ اور عمر بھر کے ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا غرض ہر نوع کی شدت اور تکلیف سے آزمائے گئے۔ لیکن ہر طوفان کے تھپیڑے آئے۔ اور اس پہاڑ سے ٹکرا کر مڑ گئے اور اس پر کوئی اثر نہ کر سکے۔ ہر آندھی آئی اور گزر گئی لیکن اس مردِ میدان کے قدموں کو جنبش نہ دے سکی۔ غرض تمام آفتوں اور مصیبتوں میں آپ کی استقامت اور ہر حالت میں اس یارِ یگانہ سے آپ کی وفاداری سورۂ احزاب کی اس آیت کی صحیح تفسیر ہے جو میں نے شروع تقریر میں تلاوت کی تھی۔ آپ خود فرماتے ہیں ؎

بکارِ دیں نترسم از جہانے
کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

صدق و وفا کا سب سے بڑا امتحان اُس وقت ہوتا ہے جبکہ خود محبوب کی طرف سے یوں اظہار ہو کر گویا اُس نے اپنے عاشق کو چھوڑ دیا ہے اور اس سے منہ موڑ لیا ہے۔ اور اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا لیکن پھر بھی عاشق کی محبت میں فرق نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس قسم کے ابتلا بھی نازل کئے اور اس طرح بھی آپ کو آزمایا تا دنیا پر اپنے عاشق کا صدق و صفا اور وفا اور اپنی راہ میں اس کی ہمت و شجاعت اور پامردی و استقامت ظاہر کرے۔ اور تا دنیا کو معلوم ہو کہ ایک ایسی بھی محبت ہے جس میں زخم و مرہم کا امتیاز اور ما و شما کا جھگڑا باقی نہ رہتا۔ بشیر اول کی وفات اور آتھم کی پیشگوئی کی پہلی میعاد کے گزرنے کے مواقع ایسے ہی مواقع تھے (باقی صفحہ پر)

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب طول اللہ عمرہٗ کا بمبئی میں ورود مسعود

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن۔ بمبئی)

۲۳ر اپریل:-

فرنٹیئر میل روز ہی آتی ہے۔ اور اپنے پیٹ میں ہزاروں مسافروں کو بھر کر لاتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کسی نے اتنی اشتیاق بھری نظروں سے اسے نہ دیکھا ہوگا جتنا اس دن دیکھی گئی۔ جس دن محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب طول اللہ عمرہ نے اس میل سے اتر کر بمبئی کی دہلیز پر قدم رکھا۔ جماعت احمدیہ کے وہ افراد جنہیں اخلاص عقیدت کشاں کشاں یہاں لے آیا تھا۔ وہ ٹرین کے ڈبوں میں ایک گوہر نایاب کی تلاش کر رہے تھے۔ کوئی ادھر دوڑا کوئی ادھر بھاگا۔ آخر مشتاق دید کی نظر ایک ڈبہ پر جم گئی۔ اَھلاً وَّ سَھلاً وَّ مَرحبا کی وہ آواز گونجی جس سے فضا میں عقیدت و محبت کے پھول کھل اٹھے۔ اس حسین مسرت کا اظہار پھولوں اور سنگتریوں کی ایک مالے کے سندر روپ میں کیا گیا۔ آپ کی اس حسین مسرت سے بہرہ یاب ہونے کے لئے جماعت احمدیہ بمبئی کی عورتیں بھی آئی ہوئی تھیں۔ جو حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیگم صاحبہ اور دونوں صاحبزادیوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے بڑھیں اور ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ پیش کر کے اظہار عقیدت کیا۔

آپ اور آپ کے اہل بیت جب مشن میں رونق افزائے جاہ و جلال ہوئے تو احمدیہ مسلم مشن بمبئی میں عجیب چہل پہل آ گئی۔ بمبئی ہندوستان کا دروازہ ہے۔ اس دروازہ سے ایشیا، افریقہ، یورپ اور آسٹریلیا کے سینکڑوں احمدی مسافر گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایسے موقعہ پر ہم نے ایک عید مسرت کی تیاری کی ہے۔ لیکن آج کی رونق و بشاشت وہ تھی جو اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی۔ آنکھیں بقعۂ نور تھیں اور چہرے گلزار باغ و بہار تھے۔

ہر شخص خواہش مند تھا کہ وہ زیادہ دیر تک آپ کی صحبت سے لطف اندوز ہو۔ ادھر باورچی کی یہ کوشش تھی کہ وہ جلد سے جلد لذیذ و صحت بخش کھانا اس مقدس قافلہ کی خدمت میں پیش کرے۔ آخر باورچی جیت گیا اور ابھی لطف صحبت باقی تھا کہ دستر خوان پر کھانے چن دیئے گئے۔ اس وقت دیکھا کہ آپ کے طفیل یہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لنگر جاری ہو گیا۔ آپ کے ساتھ احمدی مردوں اور مستورات نے بھی آسودہ ہو کر کھانا کھایا۔

سہ پہر کو سیٹھ عبد اللطیف صاحب میمن نے اپنی کار پیش کی۔ شام کے پانچ بجے آپ اہل و عیال کے ساتھ عروس البلاد بمبئی کی سیر کو نکلے۔ ساحل سمندر کی سیر گاہیں دیکھیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب اور آپ کے اہل و عیال کے قدم رنجہ فرمانے کی خوشی میں ہم نے جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے چند غیر احمدی اکابر شہر کو آج رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔ لا اعلم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب یا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام میں کونسی جاذبیت ہے کہ وقت سے پہلے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ ہر شخص کی نظر میں آپ کو ڈھونڈ رہی تھی۔ یوں تو یہ مہمان معزز طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر ان میں سب سے معروف جمعیۃ علماء و اڈوی بو ایمبر کے صدر مولانا محمد میاں صاحب۔ مکرم حکیم قربان علی صاحب جنرل سیکرٹری محمد معز الدین بی۔ ایچ۔ ڈی اور روز نامہ ہندوستان کے مالک و ایڈیٹر علامہ آزاد تھے۔ ان کے علاوہ تجار میں سے کئی ایسے حضرات نے شرکت کی۔ جن کی حیثیت کروڑپتی سے بھی متجاوز سمجھی جاتی ہے۔ باقی مہمان بھی تاجروں کے اونچے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے یہ کہنے کی بات نہیں کہ بمبئی میں لاکھ پتی کا شمار اوسط درجے میں ہوتا ہے۔ غرض ہمارے مہمانوں کی باقی تعداد اسی درجے سے تعلق رکھتی تھی۔ الا ما شاء اللہ۔ غرض عالموں پروفیسروں اور تاجروں کی ایک مخلوط مجلس منعقد ہوئی۔ جن میں سنی، شیعہ، بواہیر اور خوجے سبھی شامل تھے۔ رات کے آٹھ بجے تک اکثر مہمان آ چکے تھے۔

اب میں محترم صاحبزادہ صاحب کا ان معزز مہمانوں سے تعارف کرانے کھڑا ہوا۔ اور چند منٹ تک تبلیغی انداز میں تعارف کرایا۔ پھر حاضرین کی خواہش پر محترم صاحبزادہ صاحب نے خطاب فرمایا۔ جس میں جماعت احمدیہ کے عقائد، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام و منصب اور جماعت احمدیہ کے تبلیغی کارناموں کا نہایت دلنشیں انداز میں ذکر فرمایا۔ یہ اس سال کی ہماری تیسری تقریب تھی جس میں کھانا کر خیر کے سنجیدہ حضرات میں تبلیغ کی توفیق ملی۔ حضرت میاں صاحب بھی اس مجلس سے بہت محظوظ ہوئے۔

اس کے بعد دستر خوان چنا گیا۔ اور تمام مہمانوں نے آپ کے ساتھ ماحضر تناول کیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد بہت سے لوگ مذہبی و تنظیمی معاملات پر حضرت صاحبزادہ صاحب سے تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ اب رات کے گیارہ بج چکے تھے سبھوں نے آپ کو شب بخیر کہی اور منتشر ہو گئے۔

(۲۴ر اپریل):-

۲۴ر اپریل اتوار کو سیٹھ عبد اللطیف صاحب نے اپنی کار حضرت صاحبزادہ صاحب کی سیر و تفریح کے لئے فارغ رکھی تھی۔ آپ اہل و عیال کے ساتھ دن کے ۱۱ بجے سیر و تفریح کو نکلے۔ ۱ بجے واپس آ گئے۔ اس وقت مکرم پی عبد الرزاق صاحب صدر جماعت احمدیہ بمبئی نے ایک ترتیبی اجلاس طلب کیا۔ جس کو حضرت میاں صاحب نے مخاطب فرمایا۔ اور احمدیوں کو پختہ احمدی بننے کی تلقین کی۔

پھر احباب جماعت نے اجتماعی طور پر دوپہر کا کھانا کھایا۔ شام کے ۵ بجے آپ اہل و عیال کے ساتھ بمبئی کی سیر کو نکلے۔ مختلف مقامات کی سیر کی۔ رات

پھر احباب جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس لنگر سے کھانا کھایا۔

(۲۵ر اپریل):-

۲۵ر اپریل بمبئی سے شمونگہ کے سفر کی تیاری کا دن تھا۔ صبح کے ساڑھے پانچ بجے مکرم چوہدری میاں [illegible] علی صاحب آپ کا سامان لے کر وکٹوریہ ٹرمینس گئے۔ سوا چھ بجے سیٹھ عبد اللطیف صاحب اپنی کار میں اہل بیت کے اس قافلے کو لے کر چلے۔ سات بج کے ۱۰ منٹ پر پونا ایکسپریس اس قافلہ کو لے کر روانہ ہوئی۔ ہم نے خدا حافظ کہا۔ اور

لبہا مست ردی و باز آئی

کی دعا دیتے ہوئے اپنے اپنے آشیانہ کی طرف لوٹ آئے۔

میں اس موقعہ پر اپنی، حضرت میاں صاحب اور آپ کے اہل و عیال کی طرف سے جماعت احمدیہ بمبئی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے میزبانی اور قدر دانی کے پاکیزہ جذبات کا اظہار کر کے ایک اسوۂ حسنہ کی بنیاد ڈالی۔ خصوصاً مکرم پی عبد الرزاق صاحب۔ مکرم منشی ظفر الاسلام صاحب۔ مکرم عبد الباری صاحب۔ مکرم بشیر محمد خان صاحب۔ مکرم عبد الغفور صاحب بریگیڈ کا جنہوں نے اس مبارک تقریب کو کامیاب و خوشگوار بنانے میں نمایاں حصہ لیا۔

اظہار تشکر و درخواست دعا

محترمی مکرمی ڈاکٹر عطاء الدین صاحب درویش دہلی نے مبلغ دو روپیہ اللہ تعالیٰ کی نعمار پر اظہار تشکر کے طور پر اعانت بدر کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مکرمی ڈاکٹر صاحب موصوف کو صحت و عافیت سے رکھے اور آپ کے اہل و عیال اور اعزہ و اقرباء کو اپنی مزید رحمتوں اور فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

درخواست دعا

۱۔ میری بھانجی عزیزہ صفیہ رانجھا امسال لاہور میں نرسنگ ٹریننگ کا امتحان دے رہی ہے۔ احباب سے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اسی طرح میری نسبتی ہمشیرہ نے بی۔ اے کا امتحان دیا ہے ان کی اعلیٰ نمبروں پر کامیابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد حنیف لقب پوری قادیان

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کے تربیتی جلسے

شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر کشمیر ان دنوں کشمیر کی جماعتوں کی تبلیغی اور تربیتی دورہ کر رہے ہیں۔ ان کے اس دورہ میں کشمیر کی جماعتوں نے جو جلسے منعقد کئے ہیں۔ ان کی رپورٹ درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب جماعتوں کو بہتر رنگ میں کام کرنے اور عملی نمونہ دکھانے کی توفیق بخشے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

چک ایمرچھ

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء بوقت شام جماعت احمدیہ چک ایمرچھ کی طرف سے زیر صدارت مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ نے کی۔ اور نظم خاکسار نے پڑھی۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نے اعمال صالحہ پر تقریر کی۔ اور جماعت کو تربیت کی طرف بھی توجہ دلائی۔ جلسہ میں غیر احمدی دوست بھی شامل تھے ان پر اچھا اثر ہوا۔ دوسری تقریر مولوی حکیم غلام نبی صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر فرمائی۔ اس کے بعد مولوی شیخ حمید اللہ صاحب نے صداقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ اور جماعت کو اپنے اعمال درست کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور رات کو ایک غیر احمدی دوست غلام رسول صاحب بٹ ساکن رشی پورہ کو معراج وغیرہ مسائل اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت سمجھائی گئی۔

محمد رحمت اللہ خان سیکرٹری تبلیغ چک ایمرچھ۔

کنہ پورہ

۹ اپریل کو کنہ پورہ کی مسجد میں بعد نماز مغرب و عشاء ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت مکرم مبارک احمد صاحب ڈار منعقد ہوا۔ قرآن کریم کی تلاوت اور نظم خوانی کے بعد پہلی تقریر مکرم صدر صاحب نے کی۔ آپ نے تربیت اولاد پر روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر مکرم غلام نبی صاحب سیکرٹری مال نے کی۔ آپ نے تربیت اولاد کے علاوہ اپنے سے بڑوں کی عزت کرنا اور اپنے گناہوں کی معافی وغیرہ پر روشنی ڈالی۔ تیسری تقریر ماسٹر صاحب مکرم غلام نبی صاحب منصور نے کی۔ آپ نے جماعت کو بدرسوم اور بیاہ شادیوں میں بے جا خرچ کے نقصانات بتائے۔

چوتھی تقریر مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر نے کی۔ آپ نے جماعتی نظام کو قائم رکھنے اور حضرت امیر المومنین کی تحریکات پر عمل کرنے اور مرکزی

تحریکات پر عمل کرکے اپنی غفلتوں کو دور کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

پانچویں تقریر خاکسار نے کی۔ جس میں اتباع سے عہد اور عملی نمونہ پر روشنی ڈالی۔ اور ایک لمبی دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار عبد الرحیم مبلغ یاڑی پورہ

ماندوجن

مورخہ ۱۰/۱۱ اپریل کی شام کو مسجد احمدیہ ماندوجن میں مقامی جماعت احمدیہ کا ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت مولوی حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر منعقد ہوا۔ جلسے کی غرض و غایت اور مولوی حمید اللہ صاحب و مولوی عبد الرحیم صاحب کا خاکسار نے جماعت سے تعارف کرایا۔ تلاوت و نظم کے بعد مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ یاڑی پورہ نے قرآن مجید سے مومنوں کے اخلاق بیان کئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی مثالیں بیان کرکے جماعت کے دوستوں کو اپنے اندر اعلےٰ اخلاق پیدا کرنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد خاکسار نے جوانان جماعت کو نمازوں میں مداومت اور با جماعت نماز پڑھنے کی تلقین کی۔ اور قرآن شریف سے بتایا کہ دنیا کی چیزیں صرف اسی عارضی زندگی کے لئے زینت ہیں۔ اور دائمی زندگی کے لئے اعمال صالحہ جاتی کی حالت میں بجا لانے کی ضرورت ہے۔ اس بلند کردار کو اختیار کرو جس سے تمہیں آخرت کی زندگی میں عظمت حاصل ہو۔ اور سلسلہ کو بھی تمہاری اس عمر سے زیادہ فائدہ ہوگا۔

اس کے بعد مولوی حمید اللہ صاحب نے مومنوں کی اخوت اور صدر بانیٔ تنظیم کی مضبوطی کے متعلق تقریر کی۔ جماعت کے احباب کو باہم متفق اور متحد رہنے اور محبت سے پیش آنے کی تلقین کی۔

بالآخر دعا پر جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ قارئین بدر سے جماعت کی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار غلام احمد شاہ مبلغ سلسلہ

رشی نگر

آج مورخہ ۱۵ ... کو جماعت احمدیہ رشی نگر کا تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر نے حقیقت ایمان کے موضوع پر ایک بصیرت افروز تقریر کی۔ آپ نے حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے واقعہ کو قرآن کریم سے پیش کرتے ہوئے ساحروں کے ایمان لانے کا واقعہ تفصیلاً بیان کیا۔ ساتھ ہی ان کی پہلی حالت اور ایمان کے بعد کی حالت کا موازنہ کرکے بتایا۔ اور جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور بعض پیشگوئیوں کا پورا ہونا بیان فرمایا۔ نظام سلسلہ کی پابندی اور عہدہ داروں کے ساتھ تعاون کرنا مالی قربانی وغیرہ پر روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر خاکسار نے اعمال صالحہ کے موضوع پر کی۔ خاکسار نے قرآن شریف کی بعض آیات سے استدلال کرتے ہوئے مالی قربانی، نمازوں کی پابندی اعمال صالحہ پر روشنی ڈالی۔ خاکسار نے معین رنگ میں بتایا کہ ہمارا مال، ہماری جان۔ ہمارا خیال یہ سب چیزیں حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اس لئے حقیقی احمدی بن کر عملی نمونہ پیش کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔

محمد عبد اللہ صاحب واعظ نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس سے استدلال پیش کرکے کہا کہ بہترین امت کا عامہ یہ ہونا چاہئیے کہ اپنے نیک عمل سے ہی لوگوں کو سمجھا دے کہ ہم بہترین امتی ہیں تاکہ غیروں پر اچھا اثر ہو۔

مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ رشی نگر نے جماعت کو تلقین کی کہ سلسلہ کے نظام کی پابندی کرنا اور اس کے احکام پر چلنا ہمارا فرض ہے۔ اس کے بعد مولوی عبد الواحد صاحب فاضل صدر جلسہ نے جماعت کو باقاعدہ چندہ دینے کی طرف توجہ دلائی۔ اور نمازوں میں پابندی، نظام سلسلہ کے ساتھ محبت اور وابستگی وغیرہ پر روشنی ڈالی۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار عبد الرحیم مبلغ یاڑی پورہ

کنہ پورہ

(دوسرا جلسہ) مورخہ ۱۷ اپریل کو موضع کنہ پورہ میں صبح و شام ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم میر غلام محمد صاحب امیر جماعت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم بابو غلام رسول صاحب نے جماعت کو چند تنظیمی کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اس کے بعد خاکسار نے تربیتی رنگ میں احکام شریعت کو پیش کیا۔ تیسری تقریر صاحب صدر کی ہوئی۔

دوسرا اجلاس مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ماسٹر غلام محمد صاحب ماگو نے کہا کہ مومنین کو ہمیشہ سے مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ اور جو لوگ خدا کے لئے مصائب برداشت کرتے ہیں آخر کامیاب ہوتے ہیں۔ مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل نے تربیتی موضوع پر تقریر فرمائی۔ جلسہ میں غیر احمدی دوست بھی تھے۔ اور اس طرح جلسہ کا اثر خدا کے فضل سے اچھا رہا۔ مولوی عبد الواحد صاحب فاضل کی تقریر سے پہلے مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مومن اسباب کا غم نہیں کرتا کہ اگر وہ ایمان لاتا ہے تو اسے مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ انہوں نے فرعون کے ان ساحروں کی مثال پیش کی کہ جب موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں وہ شکست کھا گئے اور ان پر موسیٰ علیہ السلام کا صدق کھلا تو انہوں نے سجدہ ایمان لانے میں دیر نہ کی۔ اگرچہ فرعون نے ہاتھ پیر کاٹنے کی دھمکی دی تھی۔ مگر انہوں نے کہا ایمان کے مقابل میں یہ سستا سودا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شورت۔ کنہ پورہ کے دوستوں پر ان تقاریر کا بہت اچھا اثر رہا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو زیادہ سے زیادہ دینی کاموں میں مستعد رہنے کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار ماسٹر غلام نبی سیکرٹری تبلیغ کنہ پورہ

اعلان نکاح

قادیان ۲۰ اپریل۔ آج خطبہ جمعہ سے قبل محترم مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ بلقیس بیگم بنت مولوی فتح محمد صاحب مبلغ کرشن گڑھ کا نکاح مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب درویش قادیان سے چار سو روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار قاضی عبد الحمید درویش قادیان

مراکش و ایران کے دو حالیہ قیامت خیز زلزلے

(بقیہ صفحہ اوّل)

مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کا ارشاد گرامی

چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا ابوالکلام صاحب آزاد سابق وزیر تعلیمات حکومت ہند فرماتے ہیں:-

"منکر و سرکش جماعتوں کی ہلاکت کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں وہ سب اس نوعیت کے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ قدرتی حوادث کا ظہور تھا۔ مثلاً زلزلہ، طوفان، سیلاب، آتش فشانی۔ پھر انہیں قہر و عذاب کیوں کہا گیا؟ اسلئے کہ گو ان کا ظہور قدرت کی عادی و جاری صورت ہی میں ہوا تھا۔ لیکن اس لئے ہوا تھا کہ انکار و سرکشی کے نتائج لوگوں کے سامنے آ جائیں اور پیغمبروں نے ان کے ظہور کی پہلے سے خبر دے دی تھی۔

ضروری نہیں کہ ہر زلزلہ کسی گروہ کے لئے عذاب ہو۔ لیکن ہر وہ زلزلہ عذاب تھا جس کی کسی پیغمبر نے اتمام حجت کے بعد خبر دے دی تھی اور جسے مشیت الٰہی نے اس معاملہ سے وابستہ کر دیا تھا۔ خدا نے فطرت کے تمام مظاہر کے لئے ایک خاص بھیس مقرر کر دیا ہے۔ وہ جب کبھی آئے گی۔ تو اسی بھیس میں آئے گی اس کا بھیس بدل نہیں سکتا۔ لیکن اس کے ظہور کے مقاصد ہمیشہ یکساں نہیں ہوتے۔"

(ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۳-۲۲)

دنیا کے مختلف مذاہب میں عہد حاضر کے متعلق پیشگوئیاں

یہ مادیت و الحاد کا زمانہ ہے۔ روحانیت کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ سائنس اور علوم ظاہری پر نازو اعتماد ہے۔ تکبر پیدا ہو رہا ہے۔ اور خیال و زعم یہ ہے کہ ہم قوانین فطرت کو خوب سمجھ رہے ہیں۔ اور اپنی کوشش و طاقت سے قدرتی بلاؤں اور حوادث پر غالب آ سکتے ہیں۔ اس غلطی اور مادی غرور کی وجہ سے مبدأ حیات خدا تعالیٰ سے غافل ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی اس آخری زمانہ کو آفات، وباؤں اور عالمگیر جنگوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ جیسا کہ مختلف مذاہب کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہمیں اس زمانہ میں کسی مامور ربانی اور مصلح یزدانی کے ظہور کی پیشگوئی ملتی ہے۔ وہاں ہی اس کی شناخت کی علامتوں میں زلازل۔ وباؤں اور جنگوں کا ذکر نظر آتا ہے۔ چنانچہ

۱۔ ہندو دھرم میں جہاں سری کرشن جی مہاراج کی آمد ثانی کی خبر دی گئی ہے وہاں اس زمانہ کے زلزلوں۔ اور وباؤں اور جنگوں کے ہونے کا ذکر آتا ہے۔ (شریمد بھگوت بارھواں اسکندھ)

۲۔ عیسائیت میں جہاں حضرت مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ وہاں اس زمانہ کی علامات کا ذکر کیا گیا ہے

"قوم پر قوم۔ بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی۔ اور جگہ جگہ کال پڑیں گے۔ اور بھونچال آئیں گے"

(متی باب ۲۴ آیت ۷)

۳۔ اسلام میں ایک مہدی اور مسیح کی آمد کی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ اس کے ظہور کی علامات یوں بیان کی گئی ہیں:

"زلزلے بہت ہوں گے۔ قتل بہت ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت جعفر صادق نے کہا ہے مہدی ظاہر نہ ہوں گے جب تک کہ لوگوں کو خوف شدید نہ ہو۔ طاعون نہ ہو۔ سخت فتنے۔ زلزلے بلائیں نہ پہنچیں۔ عرب میں تلوار چلے۔ لوگوں میں اختلاف ہو"

(حدیث الغاشیہ ص ۳۲)

۔ پس ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں زلازل، طوفانوں۔ وباؤں اور جنگوں کا کسی نامی شخص کی آمد و ظہور سے ایک تعلق ہے۔ اور یہ حوادث طبعی اسباب کا ہی نتیجہ نہیں۔ بلکہ ان کے پیچھے کچھ اور روحانی اسباب بھی ہیں۔

پیشگوئیوں کے مصداق کا ظہور

جماعت احمدیہ کا اعتقاد و دعویٰ ہے کہ مذاہب عالم کی پیشگوئیوں کا مصداق آج سے تقریباً ستر سال قبل قادیان کی مقدس بستی میں ظاہر ہوا۔ جو دنیا کو روحانی، اخلاقی اصلاحات کر کے اُسے آستانہ الٰہی پر لا جھکانے۔ اس موعود اقوام عالم کا اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ آپ نے دنیا کی بد اعمالی پر نظر کرتے ہوئے اور پیش آمدہ عذابوں کو نظر بصیرت سے دیکھتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے۔

"ایک طوفان ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار
تم سے غائب ہے مگر میں دیکھتا ہوں ہر گھڑی
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار
سچ سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
گر کرو توبہ تو اب بھی خیر ہے کچھ غم نہیں
تم تو خود بنتے ہو قہر ذوالمنن کے خواستگار"

مامور ربانی کا بروقت انتباہ و انذار

خدا تعالیٰ کے مامور کی اس محبت بھری تنبیہ کو مخالفین نے ہنسی و تمسخر میں اڑا دیا۔ اور اُس کی ہمدردی کو نظر انداز کرتے ہوئے اُس کی تکذیب و تکفیر کی۔ مگر اس نے پھر بھی ۱۹۰۵ء میں مخلوق کو یوں متنبہ کیا۔

ا۔ "دیکھو آج میں نے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا۔ اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے خبر دی تھی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اس کی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں کاش میں ان کی نظروں میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری معمولی تحریر نہیں۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچاؤ گے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے۔ جیسا کہ وہ قہار بھی ہے اور تم میں سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائے گا ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دے گا۔ نادان بدقسمت کہے گا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے۔ آفتاب نکلنے کو ہے"

(اشتہار الانذار ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء)

نیز فرمایا:-

ب۔ "یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں سخت قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی اور اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں رہیں گے۔ زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور ان کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائیگا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶)

اے مسلم قوم خواب غفلت سے بیدار ہو

خدا کے مامور کے انتباہ پر جن لوگوں نے کان نہ دھرا۔ اور اپنی عملی زندگی میں تبدیلی پیدا نہ کی۔ وہ آہستہ آہستہ غضب الٰہی کا شکار ہو گئے اور مختلف حوادث و مصائب کا تختۂ مشق بنے۔ اعمال بد کے سلسلہ کی باری ہے ایک ملک کے بعد دوسرے ملک میں خدا کی لاٹھی چلتی نظر آ رہی ہے۔ زلزلوں پر زلزلے آ رہے ہیں۔ تا کہ یہ مسلم قوم خواب غفلت سے بیدار ہو۔ تقلید فرنگ اور مادہ پرستی کو چھوڑ کر روحانیت اور اسلام کی طرف مائل ہو اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھک جائے۔

مسلمانوں پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ شریعت کاملہ جامعہ کے حامل قرار دیئے گئے ہیں۔ اگر انہوں نے ہی شریعت کے احکام کی پابندی نہ کی اور خدائی مامور کی جو حسب بشارات قرآنیہ و احادیث نبویہ آیا۔ تکذیب و تکفیر جاری رکھی۔ تو پھر وہی زیادہ سزا الٰہی کے مستحق قرار پائیں گے۔ اور اب اسلامی ممالک میں زمانے زلزلے اور قہری تجلی خدائی منشا کی غمازی کر رہے ہیں۔ اس لئے مسلم قوم کا فرض ہے کہ وہ مامور ربانی کے مندرجہ ذیل ارشاد کو پیش نظر رکھ کر خدا کو اپنے سے صلح کرنے تاکہ وہ ان پر رحم و کرم ہو۔ حضور فرماتے ہیں:-

اے عزیزو! خدا سے مت لڑو اس لڑائی میں تم ہرگز فتح یاب نہیں ہوسکتے۔ خدا کسی قوم پر ایسے سخت عذاب نازل نہیں کرتا اور نہ کبھی اس نے کئے جب تک اس قوم میں اس کی طرف سے کوئی رسول نہ آیا ہو۔ یعنی جب تک اس کا بھیجا ہوا ان میں ظاہر نہ ہوا ہو۔ سو تم خدا کے قانون قدیمہ سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور تلاش کرو کہ وہ کون ہے؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس شخص کو تلاش کرو۔ وہ تم میں موجود ہے۔ اور وہ یہی ہے جو بول رہا ہے۔

(تجلیات الٰہیہ ص۱۳)

پس مبارک ہیں وہ جو اس مرسل یزدانی کو شناخت کرتے اور اس پر ایمان لاکر خدا کے غضب سے بچنے کی سعی کرتے ہیں۔

سابق شاہ امان اللہ خاں

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

افغانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کے لئے ایک کتاب دعوت الامیر نام سے اردو میں تحریر فرمائی۔ جس کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ اس کتاب میں حضور نے سلسلہ احمدیہ کے تاریخی حالات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوےٰ اور دلائل و نشانات الٰہی کا ذکر نہایت مفصل طور پر دلنشین پیرایہ میں فرمایا تھا امیر مذکور ذاتی طور پر جماعت کے حالات و عقائد سے مطلع ہوں۔ چنانچہ یہ کتاب ان تک پہنچا دی گئی اس کے باوجود جب ایک بڑے قبیلہ نے علم بغاوت بلند کیا اور امیر مذکور کا تخت و تاج معرض خطر میں پڑ گیا تو محض اس کو بچانے اور باغیوں کو خوش کرنے کے لئے ۔۔۔ سب سے پہلے احمدی مبلغ حضرت مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کو سنگسار کرایا

پھر کابل کے رہنے والے دو اور احمدیوں حضرت مولوی عبدالحلیم و مولوی قاری نور علی صاحب کو پتھروں کا نشانہ بنایا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان سب نے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ سچائی کے لئے اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں۔ مگر ظالم بادشاہ بھی خدائی عذاب سے بچ نہ سکا۔ جس تخت کو بچانے کے لئے اس نے بے قصور احمدیوں کا ناحق خون کیا۔ اس تخت سے خود اسے دستبردار ہوکر جلا وطن ہونا پڑا۔ اور آخرکار اسی جلا وطنی کی حالت میں اس جہان سے کوچ کر گیا۔ اور اپنے پیچھے بہت سے عبرت کے سامان چھوڑ گیا۔

اِنّ فی ذالک لعبرۃ لاولی النھیٰ ÷

—— ✻ ——

منقولات

احمدیہ جماعت بمبئی کی جانب سے یوم مسیح موعود

مرکزی ہدایت کے مطابق بھارت کے دیگر مقامات کی طرح بمبئی میں بھی مورخہ ۲۷ مارچ کو "یوم سیرت مسیح موعود علیہ السلام" منایا گیا۔ اس تقریب کی مفصل رپورٹ روزنامہ "اردو ٹائمز" بمبئی کے ادارہ کی طرف سے بعنوان بالا شائع ہوئی ہے جسے شکریہ کے ساتھ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

بمبئی ۲۷ اپریل گذشتہ شب احمدیہ مسلم مشن بمبئی کی طرف سے ان عقائد کے مطابق یوم مسیح موعود نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا جس میں بلا تخصیص ہر مذہب و ملت کے معززین شہر کو مدعو کیا گیا تھا۔ اور غیر مدعو حضرات کا بھی داخلہ عام تھا جلسہ کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع کی گئی۔ جو حکیم قربان علی صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد باری صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد ظفر الاسلام صاحب نے مرزا غلام احمد صاحب کی تصنیف کشتی نوح کے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ جس میں مصنف نے قرآن کریم کی تعلیمات پر سختی سے عمل کرنے کی ہدایت کی ہے اور تعلیم قرآن کو دنیا میں عام کرنے کی تلقین کرتے ہوئے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی آخرزماں نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا ہے۔

اس کے بعد صدر جلسہ جناب مولانا سمیع اللہ صاحب صدر احمدیہ مسلم مشن نے ایک جامع تقریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا تعارف کراتے ہوئے پہلے فلسفۂ امامت پر روشنی ڈالی۔ جس میں شیعہ اثنا عشری ستعلی و نزاری کے نظریات کا ذکر کیا۔ اور ان کے ائمہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے اسلاف کے کارناموں کو سراہا۔ اس کے بعد عام سنت والجماعت کا نظریہ امامت پیش کیا اور بتایا ہے کہ ان حضرات کا عقیدہ ہے کہ ہر صدی کے اخیر میں ایک مجدد دنیا کے بگڑے ہوئے حالات کو سدھارنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اور جس قدر خرابیاں دین میں پیدا ہوئی ہیں انہیں دور کرتا ہے۔ دوران بیان میں احادیث نبوی کے حوالے دیئے اور فرمایا کہ گذشتہ چودہ سو سال میں چونکہ ائمہ گذر چکے ہیں جن میں مختلف عقائد کے مسلمان مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ کے مطابق اس صدی کے مجدد یا امام مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی تھے اس زمانے میں مسیحیت کی تبلیغ پورے عروج پر تھی اور عام مسلمانوں کے حالات ناگفتہ بہ تھے۔ مرزا صاحب نے دین اسلام کی تبلیغ کا بیڑا اٹھایا۔ سرسید نے مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کو عام کرنا لازمی سمجھا۔ مولانا الطاف حسین حالی نے مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذکر مسدس حالی میں فرمایا اور مولانا محمد قاسم نے دین کی تعلیم کی اشد ضرورت محسوس کرتے ہوئے مدرسہ دیوبند کی بنیاد ڈالی۔ ان میں سے ہر فرد نے انتہائی خلوص و محبت سے اپنا کام جاری رکھا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں غیر معمولی کامیاب عطا فرمائی ان بزرگوں کی کوششوں کا فیض آج بھی جاری ہے مسلمان جو بے دین ہو رہے تھے۔ اور آج دینی تعلیمات عروج پر ہیں۔ یہ دارالعلوم دیوبند کا صدقہ ہے۔ نظریہ فلسفۂ امامت کے مطابق حضرت غلام احمد قادیانی ۱۸۵۷ء[1] میں پیدا ہوئے جب کہ

[1] غالباً یہ رپورٹر کا سہو ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح تاریخ پیدائش ۱۸۳۵ء ہے (مدیر)

مسلمان انتہائی زبوں حالی سے دوچار تھے۔ اور مسیحی حملوں کا شکار ہو رہے تھے۔

اس کے بعد اصلاح امت کے لئے جو کوششیں ہوئیں ان کا تذکرہ فرمایا کہ انہیں کوششوں میں جماعت احمدیہ کا بھی شمار ہے۔ جس کی بنیاد ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو مرزا صاحب نے ڈالی۔ اس جماعت کا خاص ہدف نظر تبلیغ دین و اشاعت اسلام ہے اور آج یہ اس میدان میں نہایت کامیابی سے آگے قدم بڑھا رہی ہے۔ خاص طور پر تراجم قرآن پاک، تعمیر مساجد۔ مدارس اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا ذکر کیا۔ جو جماعت احمدیہ کی طرف سے یورپ، امریکہ اور افریقہ میں جاری ہے۔ آپ نے کلام پاک کا نسخہ بھی حاضرین کو بتلایا جو نہایت دیدہ زیب تھا۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ عام مسلمانوں میں ہمارے عقائد کے مطابق بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ جن کا دور کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ خدا کی وحدانیت، قرآن کا آسمانی کتاب ہونا، حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نبی آخر زماں ہونا یہ ہمارے بنیادی عقائد ہیں۔ قرآن پاک میں کسی قسم کی تبدیل کرنے والا ہمارے نزدیک مردود ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت نہ رکھنے والا ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مرزا صاحب کی حیثیت ہمارے یہاں ایک مجدد اور دور حاضرہ کے امام مسیح موعود کی ہے۔

اس کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ اور حاضرین کی تواضع آئسکریم سے کی گئی اور جلسہ خیر و خوبی سے اختتام کو پہنچا۔ (ادارہ)

(اردو ٹائمز بمبئی ۸ بجے)

درخواست دعا برائے حج بیت اللہ شریف

میں انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۰ مئی کو بذریعہ ہوائی جہاز بیت اللہ شریف کے حج کے لئے روانہ ہو رہا ہوں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نیک فریضہ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسے آسان کر دے اور اسے قبول بھی فرمائے۔ نیز اسلام و احمدیت اپنے نفس احباب جملہ احمدی بھائیوں کے لئے خاص دعائیں کرنے کی توفیق ملے۔ آمین۔

خاکسار مسعود احمد خورشید از کراچی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق خدا اور اس کے رسول سے

(بقیہ صفحہ ۱۰)

جس میں آپ کی ہر درجہ کامل استقامت کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے امتحان ہوا جبکہ کئی مخلصوں کو ٹھوکر لگ گئی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہو ہدف تھے استہزاء اور ملامت خلق کا۔ آپکی زبان پر کوئی حرفِ شکایت نہ آیا۔ اور آپ نے کبھی اس سے یہ نہیں کہا کہ خدایا میں نے تو یہ سب کچھ تیرے لئے کیا تھا تو نے مجھ سے کیا کیا کہ گویا مجھے دنیا کی نظروں میں جھوٹا کر کے دکھایا بلکہ اس کے اُلٹ ان مواقع پر آپکے اطمینان اور استقامت نے پہلے سے بڑھ کر رنگ دکھایا۔ چنانچہ بشیر اول کی وفات پر حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کو لکھتے ہیں کہ "اس کی وفات سے میرا ایمان اور بھی بڑھ گیا ہے"۔ اس طرح آپ نے اپنی استقامت سے اپنے کامل درجہ کے صادق ہونے پر مہر لگا دی۔

جب مارٹن کلارک کے مقدمہ ارادہ قتل میں آپ کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوا جس کی کسی طرح حضور کے مریدین میں سے کسی کو اطلاع ہو گئی تو وہ گھبرایا ہوا حضور کے پاس آیا۔ لیکن آپ نے بالکل گھبراہٹ یا خوف کا اظہار نہ کیا بلکہ نہایت سکون و اطمینان سے فرمایا۔ لوگ اپنے بچوں کے لئے سونے چاندی کے کنگن بنواتے ہیں اگر میرا خدا مجھے لوہے کے کنگن پہنانا چاہے تو میں اس میں خوش ہوں ؎

گر قضا را عاشقے گردد اسیر

بوسد آں زنجیر را کز آشناست

دُنیا کی سفلی اور پُر از غدغہ اور نفسانی محبتوں میں جو رشک و رقابت اور حسد ہوتا ہے۔ اس پاک اور آسمانی محبت میں اس کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے اُلٹ عاشق کی یہی تڑپ ہوتی ہے کہ ساری مخلوق ہی اس کے محبوب پر جان نثار کرنے لگ جائے جو اُن کا مالک اور پیدا کرنے والا ہے۔ اور جو اکیلا ہی اس لائق ہے کہ سب کو چھوڑ کر اس کو اپنا مطلوب و مقصود بنایا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

دوستاں خود را نثار حضرت جاناں کنید

در رہ آں یار جانی جانِ دل قرباں کنید

دوستو اپنے آپ کو جاناں پر نثار کر دو۔ اور اپنے جان و دل کو اس یار جانی کی راہ میں قربان کرو اس لئے کہ ؎

آں خردمند یکہ او دیوانہ راہش بود

ہوشیار ے آنکہ مست روئے آں یارِ حسیں

ہست جامِ عشق او آبِ حیاتِ لازوال

ہر کہ نوشیدست او ہرگز نمیرد بعد ازیں

عقلمند وہ ہے جو اس کی راہ میں دیوانہ ہوا اور ہوشیار وہ ہے جو اُس پیارے کے حسین چہرہ کے حسن سے مست ہے اس کے عشق کا جام زندگی کا پانی ہے۔ ایسی زندگی جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ جو بھی اس جام میں سے پیتا ہے۔ وہ کبھی نہیں مرے گا

نیز خبردار فرماتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی پیار کے قابل نہیں۔

دل مدہ اِلّا بدلدارے کہ حسنش دائم است

تا سرورِ دائمی یابی ز خیر المحسنین

یعنی جس کا حسن فانی ہے اُسے دل دے کر کیا کرو گے اس سے دل لگاؤ جس کا حسن دائمی ہے تا تمہیں دائمی سرور حاصل ہو۔

اور فرماتے ہیں:-

"کیا ہی بدبخت ہے وہ انسان جس کو یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلےٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اسے دیکھا اور ہر خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لال خریدنے کے لائق اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے۔ تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے توڑے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہوگا"

(کشتی نوح) (ایلفن)

منقولات

ہندوستان میں آمدنی کا تناسب

ایک پریس نوٹ میں قومی اوسط شخصی آمدنی کا گوشوارہ شائع کیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گذشتہ سال فی نفر آمدنی سالانہ تین سو روپئے تک پہونچ گئی ہے یعنی ماہانہ ۲۵ روپئے اور روزانہ تقریباً ساڑھے بارہ آنے۔ یہ آمدنی کا اوسط ہے۔ جس میں دو چار ہزار روپئے ماہوار آمدنی والے بھی ہیں شامل ہیں اور وہ بھی جو دس روپے ماہانہ بھی نہیں کماتے یا جن کی آمدنی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اکثریت ان ہی لوگوں کی ہے جن کی آمدنی کا اوسط روپے سوا روپے سے زیادہ نہیں۔ اگر تمام آمدنی کو تمام انسانوں پر تقسیم کر دیا جائے تو اس کا ماہانہ ۲۵ روپے نکلتا ہے۔ یعنی زیادہ سے زیادہ تیرہ آنے روزانہ لیکن امریکہ میں فی نفر آمدنی کا اوسط ۳۲ روپے، برطانیہ میں ۱۶ روپے۔ فرانس میں سات روپے اور جاپان میں پانچ روپے روزانہ ہے اور یہاں صرف ۱۳ آنے۔ گویہ زمین و آسمان کا فرق ہے اور ہندوستان کو ابھی بہت کچھ کرنا ہے امریکہ میں ہندوستان کے مقابلہ میں اشیاء کی گرانی دُگنی ہے اور بعض چیزوں میں ہندوستان کے برابر۔ کاش ہندوستان کو بھی یہ عروج حاصل ہو اور عوام فرد ترقی

نیا مالی سال اور ہماری ذمہ داریاں

سنہ ۱۹۵۹-۶۰ء کا مالی سال ۳۰ اپریل کو ختم ہو چکا ہے۔ اور یکم مئی سنہ ۶۰ء سے صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال شروع ہو گیا ہے۔ لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سابقہ بقایا کی کثیر رقوم تاحال قابل ادا ہیں۔ یہ امر کسی احمدی سے مخفی نہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغی تعلیمی۔ ترجمی اور تنظیمی کاموں کی تکمیل کے لئے اموال کی ضرورت ہے۔ کوئی کام بدون مالی وسائل انجام نہیں پا سکتا ان مقاصد کی بجا آوری کے لئے نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ماہ بجٹ لازمی چندہ جات اور بعض دوسری تحریکات کے وعدوں کی سو فیصدی ادائیگی کے لئے احباب جماعت کو بذریعہ اخبار و سائیکلوسٹائل تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے جماعتوں میں دوروں کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود متعدد جماعتوں کی وصولی نسبتی بجٹ کے مطابق نہیں ہو رہی اور کئی ایک جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ گذشتہ مالی سالوں کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔

اگر جماعتوں کے عہدیداران اور متعلقہ افراد اپنی مالی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کو مستحضر رکھیں۔ تو وصولی چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"خدا کی رضا تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر۔ اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچہ کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے"۔

نیز فرماتے ہیں:-

"یہی وقت خدمت گزاری کا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس کی راہ میں بیچ بھی دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہے کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے"۔

مندرجہ بالا ارشادات کی تعمیل میں جملہ بقایا داروں دوستوں اور ایسی جماعتوں کے عہدیداران کو چاہیئے کہ وہ نئے مالی سال کی ابتداء سے ہی اپنے واجبات اور بقایا سابقہ کی ادائیگی کا فکر کریں۔ تا آخر مالی سال تک ان کے ذمہ سو فیصدی بجٹ کی وصولی ممکن ہو سکے۔

اگر جماعتوں کے امراء۔ صدر صاحبان۔ سیکرٹریان مال اور دیگر عہدیداران جماعت خود مالی قربانی کا اعلےٰ نمونہ پیش کریں اور بقایادار اور سست افراد کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ تو امید ہے کہ آمد چندہ جات میں نمایاں ترقی ہو سکتی ہے

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ اور ان کا حافظ و ناصر رہے آمین

ناظر بیت المال قادیان

[illegible]

خبریں

ماسکو ۳۰ اپریل - سوویٹ انجینئر بورس اوناب نے ایک بہت ہی چھوٹا سا ہیلی کوپٹر ایجاد کیا ہے۔ جسے انہوں "اڑنے والی موٹر سائیکل" کا نام دیا ہے

اس مشین میں پانچ سلنڈر کی موٹر ہے اسے ہلکا بنانے کے لئے پلاسٹک استعمال کیا گیا ہے۔ اس موٹر سائیکل کو مختلف کاموں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے

ماسکو ۳۰ اپریل - مشہور سوویٹ سائنسدان اور بین الاقوامی انعام یافتہ اسٹرن فلو نے لکھا ہے کہ ایک دن آنے والا ہے جب دور مار راکٹوں کو مسافر لے جانے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

اب جو راکٹ ہیں وہ ایک دم تیز رفتار ہو جاتے ہیں۔ لیکن مسافروں کے لئے جو راکٹ بنائے جائیں گے ان کی رفتار بتدریج تیز اور کم ہوگی اس لئے مسافروں کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

ماسکو سے نیو یارک تک ۸۰۰۰ کلو میٹر کا فاصلہ ۴۰ منٹ میں طے ہو جائے گا۔ اور اگر راکٹ لنڈن میں رکا تو وہ ۴۰ منٹ میں۔ ماسکو سے لندن تک پندرہ منٹ اور لنڈن سے نیو یارک تک ۲۵ منٹ۔

راکٹ عمودی شکل میں پرواز شروع کرے گا۔ لیکن اس کے بعد اس کا زاویہ تبدیل ہو جائے گا۔ راکٹ چھ منزلوں میں ہوگا جن میں تین رفتار دینے کے لئے اور تین اترنے کے لئے استعمال ہوں گی۔ کم سے کم فاصلہ ۷۰۲ کلو میٹر کا ہوگا بریک لگانے کے لئے تین منٹ درکار ہوں گے۔

چونکہ ماسکو سے نیو یارک کا سفر صرف ۴۰ منٹ میں طے ہو جائے گا اور دونوں شہروں کے درمیان ۷ گھنٹے کا فرق ہے۔ اسلئے جو مسافر ماسکو سے ۸ بجے روانہ ہوں گے انہیں نیو یارک میں وہ سات گھنٹے پہلے اتر جائے گا اور جو لوگ امریکہ سے ماسکو رات میں پہونچیں گے ان کے لئے رات آٹھ گھنٹے کم ہو جائیگی

مغرب کی طرف جانے والے راکٹ میں بیٹھے ہوئے لوگ اگر آسمان کی طرف دیکھیں گے تو انہیں پرواز کے ساتھ ہی سورج نظر آئے گا لیکن اس کے فوراً بعد راکٹ تیزی سے مشرق کی طرف بڑھ جائے گا

لندن یکم مئی - ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو دولت مشترکہ کانفرنس میں شرکت کے لئے آج بذریعہ ہوائی جہاز لندن

پہنچ گئے۔ ہوائی اڈہ پر ان کا استقبال کامن ویلتھ امور کے وزیر لارڈ ہوم ہندوستانی ہائی کمشنر شریمتی وجے لکشمی پنڈت اور دیگر سرکردہ اصحاب نے کیا۔ ہوائی اڈہ پر اخباری نمائندوں کے اس سوال کا کہ آیا ان کے خیال میں سرحدی جھگڑے کے معاملہ میں چین سے سمجھوتہ ہو جائے گا آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس سوال کا جواب دینا بڑا مشکل ہے۔ اس وقت میں پُر امید نہیں۔ لیکن ہم ہمیشہ کوششیں جاری رکھنے کے عادی ہیں۔

نئی دہلی - یکم مئی - آج بھارت کے نئے صوبوں مہاراشٹر اور گجرات کے نئے کیبنٹ منسٹروں اور ان کی وزارتوں نے حلف لے لیا۔ مہاراشٹر کے چیف منسٹر شری چوان ہیں جو کہ متحدہ بمبئی صوبہ کے بھی چیف منسٹر تھے۔ صوبہ کے گورنر شری سری پرکاش نے انہیں بارہ بجکر ۴۰ منٹ پر ان کے عہدے کا حلف دلایا۔ حلف لینے کا یہ وقت شبھ سمجھا گیا تمام وزارت میں کل ۱۴ وزارتیں ملی ہیں ان میں پارسی بھی اور ایک ڈپٹی وزیر کو وزیر بنایا گیا ہے۔ وزارت میں ۱۱ ڈپٹی وزیر بھی شامل کئے گئے ہیں ان میں سے پانچ کو پہلی بار مقرر کیا گیا ہے۔ شری چوان نے اپنے عہدہ کا حلف لینے کے بعد اپنے بیان میں کہا کہ ان کی سرکار کا مقصد یہ ہوگا کہ تمام طبقہ کے لوگوں کے ساتھ برابر کا سلوک کیا جائے گا اور ہر طبقہ کے افراد کے ساتھ انصاف کیا جائے گا

پٹھانکوٹ یکم مئی - تبت کے دلائی لامہ اپنے پرسنل سٹاف کے تیس ممبروں کے ہمراہ دھرمسالہ کو جاتے ہوئے آج بذریعہ ٹرین پٹھانکوٹ پہنچے - وہاں وہ مستقل طور پر رہائش اختیار کریں گے۔ دوران کی ہمشیرہ اور والدہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ ریلوے سٹیشن پر ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا

ناگپور ۲ مئی - ودربھ کے علاقہ کو مہاراشٹر میں شامل کئے جانے کے خلاف ایجی ٹیشن آج زیادہ خطرناک اور افسوسناک صورت اختیار کر گئی۔ جبکہ پولیس نے اُڑا

ریلوے سٹیشن کے نزدیک ایک مشتعل ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے گولی چلانی پڑی اس موقعہ پر چھ فائر کئے گئے کہا جاتا ہے کہ ہجوم نے گندم کے گودام لوٹنے کی کئی بار کوشش کی - اس پر پولیس نے گولی چلا دی بعد کی اطلاع ہے کہ فائرنگ میں ۵ فائرنگ زخمی ہوئے۔ سات اشخاص کو جن کے جسم پر گولی کے نشانات تھے ہسپتال میں داخل کیا گیا

قیام مہاراشٹر پر جماعت احمدیہ بمبئی کا اظہار مسرت

یکم مئی سنہ ۶۰ء سے صوبہ بمبئی کو دو حصوں میں تقسیم کر دینے کے نتیجہ میں مہاراشٹر اور گجرات نام کی دو نئی ریاستوں کا قیام عمل میں آچکا ہے اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے اظہار مسرت پر مشتمل ایک ریزولیوشن بغرض اشاعت موصول ہوا جسے ذیل درج کیا جاتا ہے :-

احمدیہ مسلم مشن بمبئی میں جماعت احمدیہ بمبئی کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر یہ تجویز پاس ہوئی کہ

"جماعت احمدیہ بمبئی نہایت خوشی و مسرت سے قیام مہاراشٹر کا خیر مقدم کرتی ہے اور اس کی ترقی و تعمیر میں مہاراشٹر گورنمنٹ کے ساتھ تعاون و اشتراک عمل کا عہد باندھتی ہے۔"

مہاراشٹر کا قیام ہندوستان کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے اس نام کے ساتھ جرأت و بہادری کے بہت سے واقعات وابستہ ہیں۔

مطالعہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر علاقہ مہاراشٹر کے بہت سے حقوق ہیں۔ یہ ہندوستان کے ان علاقوں میں سے ہے جہاں سب سے پہلے مسلمانوں کے مذہب و ثقافت کو فروغ پانے کا موقعہ ملا۔ راجہ دلبھ راشٹر جسے مسلمان سیاح و مورخ "راجہ بلہرا" کہتے ہیں۔ جس کی حکومت موجودہ مہاراشٹر کے اکثر رقبہ پر چھائی ہوئی تھی مسلمانوں کا پرانا ہمدرد و غمخوار راجہ تھا۔ ہندوستان کا مشہور بادشاہ سلطان محمد تغلق بھی مہاراشٹر کو اپنا قلعہ سمجھتا تھا۔ اسی لئے اس نے اپنا پایہ تخت دہلی سے دولت آباد (زندہ اورنگ آباد) منتقل کرنا چاہا۔

بعد مہاراشٹر کے ہیرو سیواجی مہاراج اور مسلمان حکمرانوں میں اگرچہ جنگ اقتدار جاری رہی۔ لیکن اس کے باوجود ادب و ثقافت میں ان دونوں قوموں کے درمیان اتنی وحدت ہے کہ آج اس کا تجزیہ بھی تاریخ ہند کا ایک اہم موضوع ہے۔ مرہٹی زبان و ادب نے مسلم زبان و ادب سے فیض یاب ہونے میں کچھ کوتاہی نہیں کی۔ مرہٹہ راج کا نظام حکمرانی بھی ایسا رہا کہ جس سے کسی مذہب کی دلآزاری نہیں ہوئی - حتیٰ کہ علماء جونپور نے یہ فتویٰ دیا کہ مرہٹہ راج کے خلاف بغاوت ناجائز ہے ! اس نظام حکومت میں مسلمان اپنے فرائض مذہبی ادا کرنے میں آزاد تھے۔ سیواجی مہاراج کی فوج میں مسلمان لشکریوں کا بھی ایک معتد بہ طبقہ تھا۔ جس کا پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند نے بھی اپنی تصنیف "تلاش ہند" میں ذکر کیا ہے۔ مسلم اور مرہٹہ معاشرت میں جو اتحاد پایا جاتا ہے اس کا ایک ثبوت تو سیواجی مہاراج کی شکل و صورت بھی ہے جو چہرہ پر بالکل مغل بادشاہوں کے وضع کی داڑھی مرہٹوں کو مسلمانوں سے قریب تر کر دیتی ہے۔

غرض تاریخ میں کوئی ایسا قابل ذکر دور نہیں ملتا جس میں جنگ اقتدار کے علاوہ اور کسی پائیدار بنیاد پر مرہٹوں اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف رہا ہو۔ اب ہندوستان کا نظام حکومت بدل چکا ہے۔ ہمارے آئین کی بنیاد جمہوریت پر ہے جنگ اقتدار کی اب گنجائش نہیں۔ اب جمہوریت ہر قوم کو مساوی طور پر ملک و وطن کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینے کی دعوت دیتی ہے اگر مہاراشٹر کے مرہٹے اور مسلمان اپنی پہلی روایات برقرار رکھیں تو اس پلیٹ فارم پر اتحاد و اتفاق کا قابل رشک کردار پیش کیا جا سکتا ہے کہ تاریخ ہند میں مہاراشٹر کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ مہاراشٹر کی ان دونوں عظیم قوموں سے ہندوستان بھی ترقی کر سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ بمبئی انہیں نیک و پاکیزہ جذبات کے ساتھ "ریاست مہاراشٹر" کو خوش آمدید کہتی ہے اور بارگاہ ایزدی میں اس کے ایک مثالی ریاست بننے کی دعا کرتی ہے (مسیح اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)